تلاشِ خضر علیہ السلام
غلام مرتضیٰ علوی

غلام مرتضیٰ علوی

محمد محمود احمد قادری
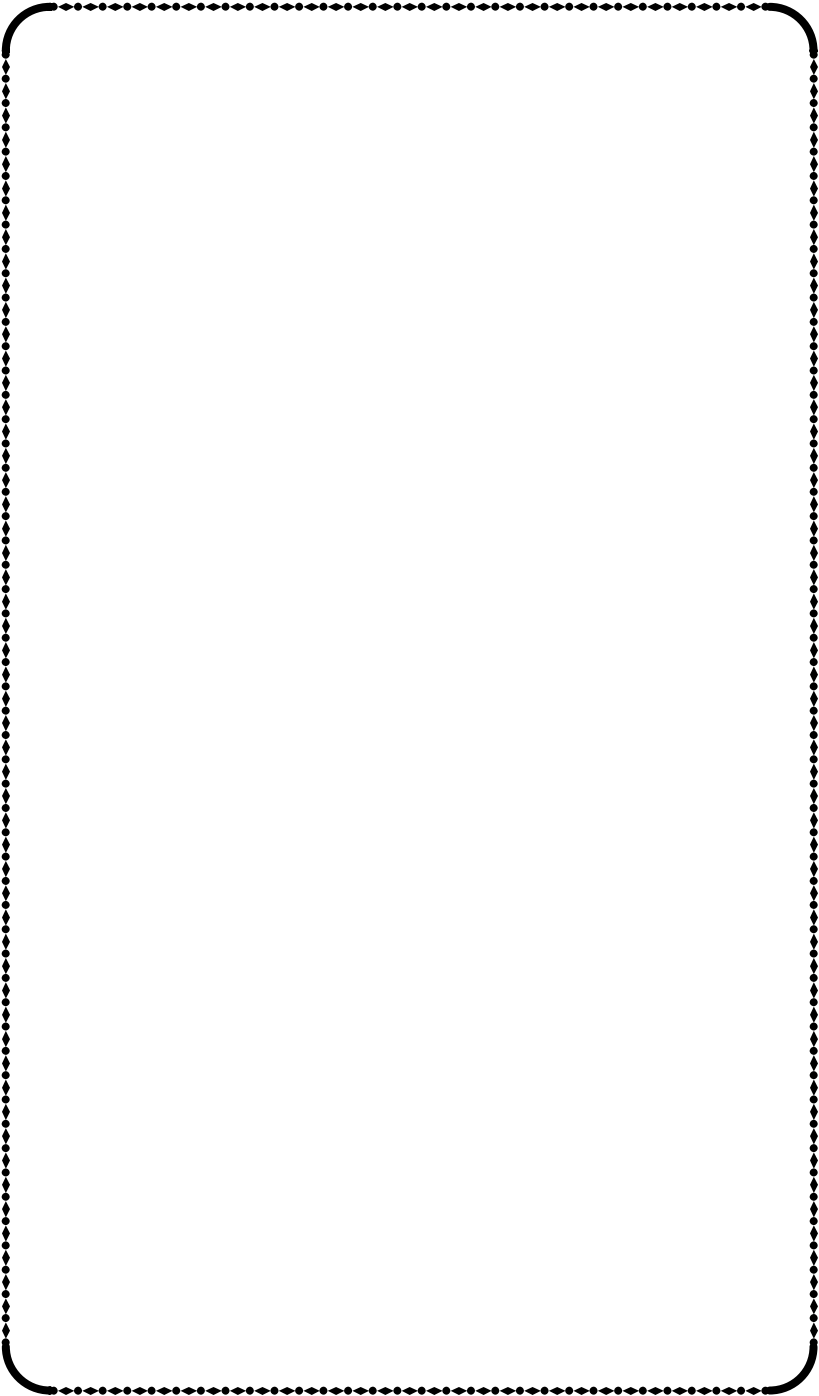
نام کتاب:	''تلاشِ خضر''
مصنف:	غلام مرتضیٰ علوی
معاونت:	محمد محمود احمد قادری
نظر ثانی:	ڈاکٹر شفاقت بغدادی
کمپوزنگ:	عظمت فرید جوئیہ
ٹائیٹل ڈیزائننگ:	عبدالسلام
مطبع:	منہاج القرآن پرنٹرز لاہور
اشاعت اول:	فروری 2016ء
تعداد:	5000

برائے رابطہ:

غلام مرتضیٰ علوی

فون نمبر: 0300-5288503 , 0307-5302281

ای میل: gmalvi92@gmail.com

فہرس

پیش لفظ

بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت جیسے جب اور جس قدر چاہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ اللہ رب العزت چاہے تو بندے کو اس کی محنت اور جدوجہد کے مطابق اجر عطا فرمائے اور چاہے تو بغیر محنت جدوجہد کے بے پناہ فضل وکرم سے نواز دے۔ اس پر وہ قادر مطلق ہے۔ وہ خود ارشاد فرماتا ہے۔وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ''اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے''۔

لیکن کسی دوسرے کی فضلیت جو اللہ نے اسے دی ہے اس کا اعتراف کرنا بڑا مشکل امر ہے۔ دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھنا، اسے اللہ کے فضل کا مستحق جاننا یہ ہماری طبیعتوں پر اس قدر کیوں اذیت ناک ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ اور اصل جاننے کے لیے ہم ابتداء بشریت کے واقعہ کو سمجھتے ہیں۔

وہ جو ہمہ وقت اللہ کی قربتوں میں رہتا تھا، ملائکہ کی ایک جماعت کا سردار تھا، عبادت وبندگی کے اعلی درجہ پر فائز تھا، رب جیسے اپنی بارگاہ میں کلام کا اختیار دے جب اس کی اور ملائکہ کی موجودگی میں اللہ رب نے فرمایا: اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَة۔''میں زمین میں اپنا نائب بنا رہا ہوں''۔

اللہ کے حکم پر ذرا غور فرمائیں ۱۔ یہ فرمایا کہ میں خلیفہ بنا رہا ہوں ۲۔ اہل زمین کے لیے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم پر اپنا نائب بنا رہا ہوں ۳۔ ملائکہ تخلیق آدم کا سارا عمل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ اللہ اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرما رہا ہے۔

اس تمام حقیقتوں کے باوجود رب کا اتنا فرمانا تھا کہ فرشتوں اور شیطان سے یہ بات ہضم نہ ہوسکی اور فوراً بول اٹھے۔ یہ تو فساد پھیلائے گا، خون ریزی کرے گا، ہمیں دیکھ ہم تیری تسبیح کرنے والے ہیں۔ آدم علیہ السلام کے مقام ومرتبے کو ملائکہ نے بھی فوری طور پر قبول نہ کیا اور جب فضیلت علم آدم واضح ہوئی تو اللہ کے حکم پر سجدہ ریز ہوگئے۔ایک بدبخت نے پھر بھی فضیلت آدم کا اعتراف نہ کیا۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ تو نے آدم علیہ السلام کو علم نہیں عطا کیا وہ اپنی فضیلت کو دیکھتا رہا۔

ستیزہ کا رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

یہی وجہ ہے کہ آج ہمیں بھی دوسروں کا مقام سمجھنے اور اعتراف حقیقت کی توفیق میسر نہیں آتی۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی دوسرے کی فضیلت کا اعتراف اصل میں اللہ کی قدرت کا اعتراف ہے کہ یہ اس کی شان اور مرضی ہے جیسے چاہے جتنا عطا فرمائے۔ اس کا بالعکس معنی کیا ہوگا؟ یہی کہ رب بندے پر فضل فرمائے اور ہم کہیں کہ نہیں یہ تو ہم جیسا ہے، عمر میں مجھ سے چھوٹا ہے، مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس کو اللہ کیسے اتنا بڑا رتبہ عطا کر سکتا ہے؟

کسی پر اللہ کے فضل کا اعتراف اللہ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے اور جس کے نصیب میں یہ نہ ہو وہ پھر ساری عمر یہ کہتا رہتا ہے یہ تو فساد پھیلائے گا۔ ہمارے دور میں دوسرا تعجب یہ ہے کہ ہم کسی بھی عظیم شخصیت پر اللہ کے فضل کا اس کی زندگی میں اعتراف نہیں کرتے لیکن مرنے کے بعد عرس مناتے ہیں۔ ان کے نام کے قصیدے پڑھتے ہیں ہم کب اس روش کو بدلیں گے۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ.

تو یہی لوگ (روزِ قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں

اللہ رب العزت ہمیں ہر دور میں ان انعام یافتہ لوگوں کی معرفت اور ان کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ زیرِ نظر کتاب میں سیدنا خضر علیہ السلام جو کہ اللہ کے مقرب بندے اور اس کی اولیاء میں سے ہیں۔ ان کے اوصاف کا تذکرہ اور پھر اس امر کی وضاحت ہے کہ اللہ رب العزت یہ اوصاف ہر دور میں اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے اور آخری حصے میں واضح کیا گیا ہے کہ اس دور میں اللہ رب العزت نے کس ہستی کو اوصاف خضری عطا فرماتے ہیں

غلام مرتضی علوی

اللہ رب العزت نے اس کائنات کی تخلیق و ارتقاء کے ساتھ ہی مخلوقات میں سے سب سے افضل مخلوق انسان کے لیے رشد و ہدایت کا سامان کیا۔ انسان کی تخلیق مقام احسن تقویم پر ہوئی لیکن حضرت انسان نے اپنی بداعمالیوں کے باعث اسفل السافلین کو اپنا مستقر بنایا۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے انبیاء و رسل کو انسانیت کی رہنمائی کے لئے مینارہ نور بنا کر مبعوث فرمایا۔ کم و بیش ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں تشریف لاتے رہے اور انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد سلسلۂ نبوت و رسالت تو منقطع کر دیا مگر جبکہ ہدایت و راہنمائی کے لیے اولیاء و صلحاء و کاملین و مجددین کی آمد کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ زیرِ نظر تحریر میں سیدنا خضر علیہ السلام کے اوصاف حمیدہ پر روشنی ڈالی گئی ہے پھر ان اوصاف کا اولیاء امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہونے کا ذکر ہے اور پھر آج کے دور میں اوصاف خضر کی حامل شخصیت کی تلاش ہے تاکہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صدی کے اوصاف خضر سے متصف اس صدی کی عظیم شخصیت سے اپنی اپنی بساط کے مطابق فیض حاصل کر سکیں۔

1۔ حضرت خضر علیہ السلام مرشد و ہادی

مذکورہ بالا ہستیوں میں سے ایک ہستی کا نام حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہے۔ مفسرین و محققین علماء کا اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں کہ ولی؟ لیکن اس میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جس شخصیت کی ملاقات کا ذکر تفصیل کے ساتھ آیا ہے وہ حضرت خضر علیہ السلام ہی ہیں۔ آپ کو اللہ رب العزت نے حیات جاوداں عطا فرمائی ہے۔ آپ قوم بنی اسرائیل کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کثیر اولیاء کو اب بھی ہدایت کا فیض عطا فرما رہے ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کا اصل نام ''بلیابن ملکان''، کنیت ''ابو العباس'' اور مشہور لقب ''خِضَر'' یا ''خِضر'' ہے۔

آپ کو خضر کہنے کی وجوہات متعدد کتب تفاسیر میں بیان کی گئی ہیں۔

جہاں آپ کا قدم لگتا ہے وہاں سرسبز گھاس اگ جاتی ہے۔ آپ کا وجود زندگی کی علامت ہے۔ جن ہواؤں اور فضاؤں میں آپ سانس لیتے ہیں یا جس سمندر کے کنارے آپ کا مسکن ہے ان ہواؤں، فضاؤں اور پانی میں آپ کی صحبت کے باعث یہ خاصیت پیدا ہوگئی ہے کہ اگر کوئی مردہ شے وہاں آجائے تو اسے زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ اسی مناسبت سے آپ کا اسم گرامی ''خضر'' ہے۔

قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام کا تذکرہ سورہ کہف میں تفصیلاً ملتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے علم کی فوقیت کا تذکرہ فرمایا تو اللہ رب العزت نے فرمایا (وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْم) ہر صاحب علم کے اوپر بھی کوئی صاحب علم ہوتا ہے تو پھر بحکم خداوندی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے زیادہ صاحب علم ہستی کی تلاش میں نکلے۔

تلاش خضر

یہاں پر یہ امر قابل غور ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو براہ راست حضرت خضر علیہ السلام کا ٹھکانہ یا مستقر نہیں بتایا گیا بلکہ کچھ نشانیاں بتائی گئیں کہ جس جگہ دو سمندر ملتے ہوں اور مردہ مچھلی زندہ ہوجائے تو وہی خضر علیہ السلام کا مسکن ہوگا۔ علامات و نشانیاں بتانے کی منشاء ایزدی یہ تھی کہ خضر کی تلاش کی جائے تاکہ یہ اصول وضع ہو جائے کہ اولیاء اللہ کو تلاش کیا جاتا ہے، اہل اللہ خود نہیں ملتے۔ اسی لئے اکابر اولیاء وصلحاء ہمیشہ تلاش خضر میں سرگرداں رہے تاکہ فیض خضری میسر آسکے۔ نشانیاں بیان کرنے کا دوسرا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ خضر وہ ہوگا جس میں میری عطا کردہ یہ صفات ہونگی۔

اوصاف خضر قرآن کی روشنی میں

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام کا تذکرہ فرماتے ہوئے دو اوصاف کا ذکر بڑی وضاحت کے ساتھ کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (۱)

() الکہف۱۸: ۶۵

’’تو دونوں نے (وہاں) ہمارے بندوں میں سے ایک (خاص) بندے (خضر علیہ السلام) کو پا لیا جسے ہم نے اپنی بارگاہ سے (خصوصی) رحمت عطا کی تھی اور ہم نے اسے علمِ لدنی (یعنی اَسرار و معارف کا اِلہامی علم) سکھایا تھا‘‘۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون تلاش خضر میں نکلے تو بیان کردہ نشانیاں اور علامات ظاہر ہونے کے بعد انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پالیا اب قرآن مجید حضرت خضر علیہ السلام کا تعارف پیش کرتا ہے کہ اولاً تو وہ اللہ رب العزت کے عبدِ خاص ہیں علاوہ ازیں ان کو دو خاص نعمتیں اور صفات عطا کی گئیں ہیں۔

۱۔ رحمت

۲۔ علم

۳۔ بصیرت (ان دو نعمتوں کے مجموعے نے حضرت خضر علیہ السلام کو بصیرت و فراست سے نوازا تھا)۔

قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام کو براہ راست علم وحی عطا ہونے کا ذکر نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سارے محدثین و مفسرین اور صوفیاء علم لدنی کے عطا ہونے کی وجہ سے ان کی ولایت کے قائل ہیں۔ آیئے! حضرت خضر علیہ السلام میں موجود اِن اوصاف کے عملی مظاہر کا مطالعہ کرتے ہیں:

۱۔ صفتِ رحمت

رحمت کے لفظی معنی ’’رقت‘‘ کے ہیں یعنی کسی کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر دل میں نرمی کا پیدا ہونا اور اس کی مدد کرنا۔ حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے رحمت کا حصہ وافر عطا ہوا، اسی بنا پر آپ مخلوق خدا کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کی شخصیت میں رحمت

خداوندی کے مظاہر کا تذکرہ قرآن مجید نے تین واقعات کی صورت میں بیان کیا ہے:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

۱. فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا. (۱)

(۱) الکہف، ۱۸:۷۱

’’پس دونوں چل دیے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے (تو خضر علیہ السلام نے) اس (کشتی) میں شگاف کر دیا، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: کیا آپ نے اسے اس لیے (شگاف کرکے) پھاڑ ڈالا ہے کہ آپ کشتی والوں کو غرق کر دیں؟ بے شک آپ نے بڑی عجیب بات کی‘‘۔

حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو شکستہ کرکے اس کے مالک کی مدد کی کیونکہ غاصب حکمران اچھی کشتیوں کو اپنے قبضہ میں لے رہا تھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کشتی کے ایک پشتہ کو توڑ کر اسے غاصب حکمران سے بچالیا۔

قرآن رحمت کے اظہار کے دوسرے واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

۲. فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا.(۲)

(۲) الکہف، ۱۸:۷۴

’’پھر وہ دونوں چل دیے یہاں تک کہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو (خضر علیہ السلام نے) اسے قتل کر ڈالا موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: کیا آپ نے بے گناہ جان کو بغیر کسی جان (کے بدلہ) کے قتل کر دیا ہے؟ بے شک آپ نے بڑا ہی سخت کام کیا ہے‘‘۔

حضرت خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کر دینا بچے اور اس کے والدین کے ایمان کو بچانے میں مدد کی اور انہیں بہتر متبادل عطا فرمایا۔ اگر یہ بچہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کے ایمان کو کفر

میں بدل دیتا۔

اظہار رحمت کا تیسرا واقعہ کچھ یوں بیان ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

۳۔ فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَآ اَتَیَآ اَهْلَ قَرْيَةِ نِاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ط قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا. (۱)

(۱) الکہف، ۱۸:۷۷)

''پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب دونوں ایک بستی والوں کے پاس آ پہنچے، دونوں نے وہاں کے باشندوں سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے ان دونوں کی میزبانی کرنے سے انکار کر دیا، پھر دونوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی تو (خضر علیہ السلام نے) اسے سیدھا کر دیا، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس (تعمیر) پر مزدوری لے لیتے''۔

حضرت خضر علیہ السلام رحمت خداوندی کے عطا ہونے کی بدولت ہر قسم کے مفاد اور غرض و غایت سے بے نیاز ہو کر مخلوق خدا کی مدد و نصرت فرما رہے تھے، آپ نے ان یتیم بچوں کی گرتی ہوئی دیوار کو تعمیر کر کے ان کی مدد کی تا کہ ان کا خزانہ محفوظ رہے۔ لہٰذا معلوم ہوا حضرت خضر علیہ السلام کے اوصاف میں رحمت کا عنصر نمایاں طور پر کارفرما تھا جس کی وجہ سے آپ مخلوق خدا کی مدد کرتے ہیں مزید براں صوفیاء کرام بیان کرتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام مخلوق خدا کو ضرورت میں دیکھ کر ان کی مالی مدد بھی فرماتے ہیں اور خود اس مال میں تصرف نہیں فرماتے۔

۲۔ صفتِ علم

دوسری صفت جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ''علمِ لدنی'' ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو علم لدنی یعنی علم خاص عطا فرمایا تھا جس بناء پر آپ لوگوں کے احوال اور اشیاء کی ماہیت و خاصیت اور باطنی امور پر بھی واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ سفر کا آغاز کیا تو عجیب واقعات مشاہدہ کر کے بار بار معترض ہوئے اور ان کا اس طرح بار بار معترض ہونا ہی وجۂ افتراق بن گیا۔

حضرت خضر علیہ السلام جانتے تھے کہ کشتی چلانے والے نیک صفت ہیں، ان میں بزرگوں اور نیک لوگوں کی خدمت و ادب کی صفت پائی جاتی ہے۔ انہوں نے خوب محنت کر کے کشتی کو سجا سنوار کو خوب صورت بنا رکھا تھا۔ اور یہی کشتی ان کے رزق کا ذریعہ بھی ہے۔ حضر علیہ السلام کو دکھائی دے رہا تھا کہ ظالم حکمران اچھی خوب صورت کشتیاں اپنے قبضے میں لے رہا ہے لہٰذا آپ نے کشتی کو شکستہ کر کے اسے غاصب حکمران سے بچا لیا۔ دوسرے واقعے میں آپ نے عطا شدہ علم لدنی کی بناء پر جان لیا کہ یہ لڑکا جوان ہو کر اپنے والدین کے ایمان و انجام کے لیے نقصان کا باعث بنے گا جبکہ اس کے والدین اس بات کو نہیں جانتے لہٰذا آپ نے اپنے علم کی بناء پر والدین کی مدد و نصرت کی اور ان کے لیے اچھے بدل کی دعا کی۔ اسی طرح تیسرے واقعہ میں آپ کی نگاہ علم ولایت نے جان لیا کہ اگرچہ یہ بچے یتیم ہونے کی وجہ سے تربیت سے آشنا نہیں اور خدمت گزار نہیں ہیں لیکن ان کے والدین نیک اور صالح تھے، ان کے والدین کی نیکی اور صالحیت کی بنا پر ان بچوں کی مدد کی۔

۳۔صفتِ بصیرت

مندرجہ بالا تینوں واقعات میں جہاں حضرت خضر علیہ السلام کی ذات اقدس میں علم اور رحمت کی کثرت دیکھائی دیتی ہے وہاں ان کی بصیرت بھی آشکار ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ان کو علم اور رحمت کی جو خیرات دی اُس نور نے اُنہیں وہ باکمال بصیرت عطا کی جس کے باعث وہ اپنی قوم پر آنے والے سیاسی، مذہبی اور معاشی فتنوں کا وقت سے پہلے اندازہ لگا لیتے تھے۔ وقت سے پہلے ان فتنوں سے قوم کو بچانے کا نہ صرف حل تلاش فرما لیتے بلکہ اپنی جدوجہد سے قوم کو ان فتنوں سے بچا بھی لیتے تھے۔ اگر ہم مندرجہ بالا تینوں واقعات میں حضرت خضر علیہ السلام کی بصیرت کا جائزہ لیں تو ہمیں ان میں تین بصیرتیں واضح دکھائی دیتی ہیں۔

i۔ سیاسی بصیرت

ii۔ مذہبی بصیرت

iii۔معاشی بصیرت

i۔ سیاسی بصیرت

قوم کے سیاسی حقوق کا تحفظ، حکمرانوں کے فتنوں اور ان کی ظلم کی کارروائیوں سے باخبر رہنا اور قوم کو ان کے ظلم سے بچانا یہ وہ بصیرت ہے جو اللہ رب العزت نے حضرت خضر علیہ السلام کو عطا کی تھی۔اپنے سفر کے پہلے واقعہ میں حضرت خضر علیہ السلام نے بادشاہ (حکمران) کے فتنوں اور ظلم کے ارادوں کو پہلے ہی بھانپ لیا اور پھر کشتی میں سوراخ کر کے افراد معاشرہ کو ظالم حکمران کے ظلم سے بچایا۔ یہ واقعہ آپ کی بہترین سیاسی بصیرت کا نمونہ ہے۔

ii۔ مذہبی بصیرت

افراد معاشرہ کے ایمان کا تحفظ کرنا، انہیں ان فتنوں سے بچانا جو ان کے ایمان کو تباہ کرنے والے ہوں۔ دولت ایمان کو لوٹنے والے تمام فتنوں کا قلع قمع کرنا۔فتنوں سے بچانے کے ساتھ ساتھ انہیں فتنوں سے پاک ایمان اور سلامتی والی متبادل زندگی عطا کرنا اعلی مذہبی بصیرت اور نہایت دور اندیشی کی صلاحیت کے بغیر ممکن نہیں۔

دوسرے واقعہ میں آپ نے ایک خاندان کے ایمان کا تحفظ کرتے ہوئے اسے مستقبل میں پیدا ہونے والے اس فتنے سے بچایا جس نے بچے اور اس کے ایمان برباد کرنا تھا۔ آپ نے نہ صرف انہیں اس فتنے سے بچایا بلکہ بہترین متبادل بھی عطا کیا۔اس سے حضرت خضر علیہ السلام کو عطا کی گئی مذہبی بصیرت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

iii۔ معاشی بصیرت

قوم کے روز گار کا تحفظ کرنا، ان کے ہونے والے معاشی نقصان کا وقت سے پہلے جائزہ لے لینا، قومی وراثت کا تحفظ کرنا، لوگوں کے مال و اسباب کو لٹنے سے بچانا اور خصوصاً یتیم اور بے سہارا لوگوں کے مال و اسباب اور مستقبل کا تحفظ کرنا اسی شخصیت کا کام ہے جسے اللہ نے معاشی بصیرت سے سرفراز فرمایا ہو۔ حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے معاشی امور کی بھی

مکمل بصیرت عطا کی تھی۔ آپ نے پہلے واقعہ میں ایک خاندان کا روزگار بچا کر انہیں فاقوں مرنے سے بچایا۔ تیسرے واقعہ میں گری ہوئی دیوار کو دیکھ کر آپ کو ادراک ہوگیا تھا کہ یتیم بچوں کی وراثت لٹ جائے گی۔ لہذا خضر علیہ السلام نے ان کی دیوار تعمیر کر کے ان کی وراثت کو محفوظ کیا گویا انہیں مستقبل کا معاشی تحفظ دیا۔

حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ رب العزت کے عطا کردہ علم لدنی اور رحمت کی برکت سے نہ صرف مستقبل کے احوال و واقعات کو دیکھنے کی صلاحیت حاصل تھی بلکہ وہ قوم کو ان نقصان سے بچانے کا حل بھی تلاش فرماتے اور اپنی عملی جدوجہد سے ان فتنوں کا قلع قمع کر کے قوم کا تحفظ بھی فرماتے۔ لہذا خضر علیہ السلام نے تینوں گھرانوں کو نقصان سے بچایا۔ ایک کو ظالم حکمران کے ظلم اور بے روزگاری سے بچایا دوسرے کا ایمان اور تیسرے گھرانے کی وراثت کو بچایا۔

خضر علیہ السلام اولیاء کے مربی (رہنماء)

حضرت خضر علیہ السلام کی شخصیت علم اور رحمت کی بنا پر ایک مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج بھی اولیاء کرام حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش، ان سے ملاقات اور ان سے کسب فیض کے منتظر رہتے ہیں۔ اس تلاش و ملاقات میں اکثر اولیاء کامیاب و کامران بھی ٹھہرے۔ بعض صوفیاء نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے خرقہ طریقت پایا ہے۔ جبکہ کئی اولیاء کو آپ نے اوراد و وظائف عطا کیے۔ اسی طرح چند ایک اولیاء نے جنگلوں اور بیابانوں میں ملاقات کر کے آپ سے براہ راست کسب فیض کیا۔

☆ حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ تین سال تک حضرت خضر علیہ السلام ان کی تعلیم و تربیت ان کے گھر میں فرماتے رہے۔(۱)

(۱) تذکرۃ الاولیاء ۲:۷۷

☆ شیخ محی الدین ابن عربی نے حضرت خضر علیہ السلام سے خرقہ ولایت حاصل کیا۔ (۲)

(۲) الفتوحات المکیہ

☆ اسی طرح صوفیاء میں بلند مقام رکھنے والے حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ بھی حضرت خضر علیہ السلام سے فیوض و برکات سمیٹتے رہے۔ (۱)

(۱) سیفة الاولیاء صفحه ۹۴

صوفیاء کے بقول حضرت خضر علیہ السلام لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر ہیں۔ خصوصاً علماء و صلحاء کی علمی و روحانی ترقی کے لیے مدد فرماتے ہیں۔ مزید یہ کہ مالی مشکلات کا شکار عام غریب لوگوں کی مالی اعانت بھی فرماتے رہتے ہیں۔

2۔ حضرت خضر علیہ السلام اور حضور غوث اعظمؓ کا باہمی تعلق

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ امت محمدی ﷺ میں اولیاء و صلحاء کے سرخیل (سردار) ہیں۔ آپ کی بھی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور آپ نے بھی ان سے کسبِ فیض کیا۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

رَافَقَنِی الخِضر عَلَیهِ السّلام فِی اَوّل دَخُولِی الْعِرَاق وَمَاکنت عَرفُته وَشرط اَن لَا اُخَالفه، وَقَال لِی اُقْعدهِنا فَجَلَستُ فِی الموضِعِ الّذِیْ أَقْعَدَلِی فِیْهِ ثَلَاث سنین یاتینی کل سنة مرة ویقول لی مکانك. (۲)

(۲) الطبقات الکبری، الامام الشعرانی، ص:۲۲۰)

''عراق میں دخول کے ابتدائی زمانے میں حضرت خضر علیہ السلام نے میرے ساتھ مرافقت اختیار کی اور شرط یہ رکھی کہ میں ان کی کسی امر میں مخالفت نہیں کروں گا۔ پھر مجھے انہوں نے فرمایا کہ اس جگہ پر بیٹھ جا۔ میں تین سال تک وہاں بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت خضر علیہ السلام ہر سال میرے پاس تشریف لاتے اور فرماتے کہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا''۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اس طریق کی وجہ سے فیض خضری کاملاً حضور غوث اعظم صدر اقدس میں منتقل ہوا۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا تھا کہ آپ کو صبر کرنا ہوگا اور میری مخالفت نہیں کرنی، بعینہ امت محمدی ﷺ کے اولیاء کے سالارِ اعظم کو فیض تام دینے

کے لیے شرط لگائی اور پھر کامل فیض عطا کر دیا۔

خضرِ امتِ محمدی ﷺ کا اعلان

اللہ رب العزت نے آقا علیہ السلام کو نہ صرف پوری کائنات کا سردار بنایا بلکہ تمام انبیاء کرام اور رسل عظام کو منصب نبوت ورسالت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہر تصدیق لگنے کے بعد عطا ہوا۔ بعینہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو تمام اولیاء کا سردار بنایا اور آپ کی مہر ولایت کے بعد ہی ولایت کا منصب اولیاء وصالحین کو عطا ہوتا ہے۔ جس طرح تمام انبیاء علیہ السلام کے جملہ اوصاف وکمالات حضور ﷺ کی ذات مبارکہ میں جمع فرما دیے اسی طرح تمام اولیاء و صالحین کے جملہ اوصاف وکمالات اور فیض خضری حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی میں جمع فرما دیا۔ اسی لیے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه. (۱)

(۱) قلائد الجواہر۔ بہجۃ الاسرار

''میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے''۔

حافظ ابوالعزیز عبدالمغیث بن حرب البغدادی فرماتے ہیں کہ میں اس مجلس میں موجود تھا کہ جب حضور سیدنا غوث اعظم نے **قدمی ھذہ** والاقول فرمایا تو آپ کی مجلس میں پچاس سے زائد مشائخ موجود تھے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں علاوہ ازیں کثیر مجمع میں مندرجہ بالا الفاظ کہے تو حضرت شیخ علی بن ہیتی نے منبر کے قریب جا کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔

اسی طرح خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ خراسان کی پہاڑیوں پر مشغول مجاہدہ تھے آپ نے یہ اعلان سن کر اپنا سر مبارک زمین پر رکھ دیا اور عرض کی نہ صرف گردن پر بلکہ سر پر بھی ہے۔ (۲)

(۲) تفریح الخاطر، شمائم امدادیہ

اسی طرح کثیر تعداد میں اولیاء وصالحین امت کی روایات موجود ہیں اس شان کے

ظہور کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ تمام فیوضات و کرامات کو حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی میں جمع فرمادیا گیا تھا۔

آقا علیہ السلام نے اپنے اس بیٹے کو اپنا فیض کامل عطا فرمادیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضور سیدنا غوث اعظم کو سات مرتبہ لعاب دہن عطا کر کے جملہ علوم ومعارف عطا کر دیئے۔

جب فیض کامل ایک ذات مقدسہ میں مجتمع ہوگیا تو نتیجتاً اس امر کا اعلان کروایا گیا حضرت مجدد الف ثانی بیان فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی منبر پر تشریف فرما ہو کر خطاب فرما رہے تھے کہ وہاں سے حضرت خضر علیہ السلام کا گزر ہوا تو حضرت غوث پاک نے فرمایا:

يَا خِضْرَ بَنِى اِسْرَائِيْل اِسْمَعْ كَلَامِ خِضْرَ اُمَّتِ مُحَمَّد

''اے خضر بنی اسرائیل امت محمدی ﷺ کے خضر کا کلام سنتے جاؤ۔ (۱)

(۱) (المنتخبات من المکتوبات (مکتوب ۵۶)

چونکہ اب فیض کامل عطا ہو چکا تھا اور پوری کائنات میں تقسیم ہو رہا تھا۔ لہٰذا روایات میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ کی مجالس علمی میں باقاعدگی سے شریک ہوتے۔ یوں ولایت حضری اور نبوت محمدی ﷺ کا فیض، جس کے بنیادی عناصر رحمت وعلم تھے۔ بحر بیکراں بن کر وجود شیخ عبدالقادر جیلانی سے تقسیم ہونے لگا اور چہاردانگ عالم میں پھیل گیا۔ لوگ دور دراز سے بڑی تعداد میں گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر آتے اور تقریباً ۷۰ ہزار سے ایک لاکھ کا اجتماع ہوتا۔ ۴۰۰ علماء آپ کی مجلس میں قلم دوات لے کر حاضر ہوتے اور آپ کے ملفوظات کو احاطہ تحریر میں لاتے۔ (۲)

(۲) بهجة الاسرار)

اسی طرح آپ کی مجلس میں دنیا بھر سے اولیاء کرام جسمانی حیات اور ارواح کے

ساتھ اور جن وملائک بھی تشریف فرما ہوتے۔ بعض اوقات آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی بھی تربیت وتائید کے لیے جلوہ فرما ہوئیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نہ صرف خود آپ کی مجلس میں شریک ہوتے بلکہ مشائخ زمانہ میں سے جس سے بھی ملاقات فرماتے اسے حضرت غوث پاک کی مجلس میں شریک ہونے کی تاکید فرماتے۔(۱)

(۱) اخبار الاخیار

آپ کی مجالس میں کرامات کا ظہور ہوتا، رحمت الٰہیہ کی برسات آپ کی مجلس پر ہمہ وقت جاری وساری رہتی۔ آپ اپنی مجالس میں روحانی تصرف فرماتے۔ کسی کو تھوک آتا اور نہ ہی کوئی کھانستا، کوئی ایک دوسرے سے محو گفتگو ہوتا اور نہ ہی کوئی مجلس میں کھڑا ہونے کی جرأت کرتا۔ محدث ابن جوزی جیسے محدثین پر رقت طاری ہوجاتی اور آپ کی مجالس سے بیک وقت کئی کئی جنازے اٹھتے۔

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے فیض ولایت سے لوگ گناہوں سے توبہ کرکے واپس جاتے اور ہر طرف آپ کے علمی، روحانی تصرفات کا چرچا تھا۔ آپ کو محی الدین کے لقب سے پکارا جانے لگا اور فیوضات محمدی ﷺ اور فیض خضری کا یہ مظہر آسمان کی رفعتوں کو چھونے لگا۔

خضر ایک مقام ہے یا شخصیت؟

مندرجہ بالا سطور میں یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت خضر علیہ السلام کا فیض آج بھی فیض غوثیت مآب کی شکل میں تقسیم ہورہا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خضر ایک مستقل منصب یا عہدہ ہے یا یہ فقط ایک شخصیت تک محدود تھا اور کیا آج اس فیض کی مزید تقسیم بند ہوگئی ہے؟

بعض علمائے تصوف کا یہ خیال ہے کہ خضر ایک شخصیت کا نام نہیں ہے بلکہ رجال الغیب میں ایک منصب کا نام ہے جیسے قطب، غوث یا ابدال کے مناصب ہوتے ہیں۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ ہر زمانے کا ایک خضر ہوتا ہے جو اولیاء کا نقیب ہوتا ہے۔ جب ایک نقیب کا

انتقال ہوتا ہے تو دوسرا نقیب اس کی جگہ لیتا ہے، اسے خضر کہتے ہیں۔ (۱)

(۱) ا لاصابہ،العسقلانی،۷۶: ۲)

اسی طرح بعض کبار صوفیاء کا یہ موقف ہے کہ حضرت خضر بھی رجال الغیب کی طرح نظروں سے اوجھل رہتے ہیں، اس لیے انہیں رئیس الابدال کہا جاتا ہے۔ (۲)

(۲) احیاء علوم الدین،امام محمد غزالی)

ان آراء کی روشنی میں معلوم ہوا کہ خضر ایک مقام کا نام ہے۔خضر ایک کردار کا نام ہے۔خضر زندگی، ولولہ،علم، محبت و رحمت کا استعارہ ہے۔خضر تازگی کی علامت ہے۔خضر تربیت وندرت کی تمثیل ہے۔خضر انقلاب کی نوید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں ''حیاتِ خضر''، ''راہِ خضر'' اور ''عمرِ خضر'' جیسے الفاظ وتشبیہات کا استعمال عام ہے۔

ہر دور میں اوصاف خضری عطا کیے جاتے ہیں

ہر دور میں ایک خضر ہوتا ہے جو اپنے منصب و مقام کے مطابق اس دور میں اصلاحِ احوال کا فریضہ ادا کرتا ہے اور مینارہ نور بن کر تجدید دین کا بیڑہ اٹھاتا ہے۔ چونکہ اللہ رب العزت خضر کو رحمت وعلم اور بصیرت کی صفات عطا کرتا ہے۔ لہذ اُمتِ محمدی کے مجددین بھی انہی اوصاف سے متصف ہوتے ہیں۔بعض اوقات صفت رحمت غالب ہوتی ہے اور کبھی صفت علم زیادہ غالب ہوتی لیکن جوں جوں وقت گزرتا جائے گا تو وقت کے تقاضوں کے مطابق آنے والے خضر کی ذمہ داریوں اور تقاضوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا. (۳)

(۳) (ابوداؤد فی السنن، کتاب: الملاحم، باب: مایذکر فی قرن المائۃ، ۴/۱۰۹، الرقم: ۴۲۹۱)

''اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے آخر میں کسی ایسے شخص (یا اشخاص) کو پیدا فرمائے گا جو اس (امت) کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔''

اصلاح کا فریضہ سرانجام دینے والا مجدد اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے باعث مقامِ خضر پر فائز ہوتا ہے۔ اس کا مقصد امت محمدی ﷺ کے لئے ایسے اقدامات کرنا ہے جس کے نتیجے میں لوگوں کے دین کا تحفظ ممکن ہو، انہیں ایمان پر قائم رہنے کا ماحول میسر آئے، ان کے سیاسی اور معاشی حقوق کا تحفظ ہو سکے، کوئی بد دیانتی، کرپشن اور لوٹ مار سے ان کا مال نہ لوٹ سکے۔ معاشرے کے غریبوں محتاجوں اور مساکین کا معاش اور مستقبل محفوظ ہو۔ دینی اقدار اور تعلیمات میں تحریف نہ ہوسکے، دین ایک صدی (چار نسلیں) گزرنے سے بوسیدہ نہ ہو اور نہ ہی زمانے کے انقلابات اسے بدل سکیں۔ گویا اللہ رب العزت دین کی بقا، حفاظت اور تجدید کا برابر انتظام کرتا رہے گا۔ لہٰذا ہر دور اور ہر قرن میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو زمانہ کی ہواؤں سے دین پر پڑنے والی گرد وغبار کو جھاڑتے رہیں گے۔

☆ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

يرث هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين. (۱)

(۱) سنن البيهقى الكبرىٰ، ۱۰/۲۰۹، الرقم: ۲۰۷۰۰

”میرے لائے ہوئے اس علم دین کی امانت کو ہر زمانے کے اچھے اور نیک لوگ سنبھالیں گے اور اس کی خدمت وحفاظت کا حق ادا کریں گے۔ وہ غلو کرنے والوں کی تحریف اور کھوٹے سکے چلانے والوں کی طمع کاریوں اور جاہلوں کی فاسد تاویلوں سے اس دین کی حفاظت کریں گے“۔

ہر صدی میں آنے والے ان بندگان خدا کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اس امانت (دین) کی حفاظت کریں اور اس کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرتے رہیں۔ قصیدہ و یاوہ گوئی سے اجتناب کریں گے اور اس دین کی حقیقت تحریفوں، تاویلوں کے پردے میں کبھی اس طرح گم نہ ہونے دیں گے جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعے آئی ہوئی تعلیمات دنیا سے گم ہوگئیں۔

☆ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ مجدد کی یہ صفت ہو گی کہ

''وہ سنت کو بدعت سے نمایاں کرے گا اور علم کو بکثرت شائع کرے گا اور اہل علم کی عزت کرائے گا اور بدعت اور اہل بدعت کا زور توڑ دے گا''۔(۱)

(۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ص: ۳۰۲

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات (ج: ۱، ص: ۱۸۲) میں اس حدیث کی شرح میں بیان کرتے ہیں کہ

''وہ تجدید ونصرت دین اور ترویج وتقویت سنت اور قلع قمع بدعت اور وہ تصنیف ونشر علوم اور اعلائے کلمۃ الاسلام کے ساتھ اپنے اہل زمانہ میں ممتاز ہو گا''۔

مندرجہ بالا سطور کی روشنی میں یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ مجدد دین ہی ہدایت وراہنمائی کے باعث خضر کا اصلی وحقیقی استعارہ ہے۔ علم، معرفت، عمل، جدوجہد، رحمت، مدد ونصرت دین، تصنیف وتالیف، احیاء سنت، محبت وعشق، سلوک وتصوف، فصاحت وبلاغت، گفتگو وخطابت یہ اور اس قبیل کے جملہ اوصاف جب ایک جگہ پر مجتمع ہو جائیں تو ایسی شخصیت ''خضر'' کے عظیم منصب پر ہی فائز ہوتی ہے۔

۱۵ویں صدی ہجری اور تجدید دین

مرور زمانہ کے ساتھ تقاضا ہائے زمانہ بھی بدلتے جا رہے ہیں۔ وقت بدلتی کروٹوں کے ساتھ دلوں کی تختی پر کچھ نیا ثبت کرنا چاہتا ہے۔ سابقہ تمام ادیان کی خصوصیات اور فیضان خضری کے ساتھ ساتھ ختم نبوت محمدی ﷺ کے فیضان کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اکیسویں صدی انقلابات کی صدی ہے اور انسان ترقی کی اوج ثریا پر جلوہ افروز ہے۔ سائنس وٹیکنالوجی نے انسان کو علم، عمل اور ترقی کے اعلی ترین مقام پر فائز کر دیا ہے۔ اہل مغرب ترقی کے اس نشے میں دھت ہو کر اہل ہوس بن چکے ہیں، جبکہ پوری دنیا کو علم ونور کا سبق پڑھانے والے غفلت کی نیند سو رہے ہیں اور اس بحث میں مبتلا ہیں کہ فلاں زبان سیکھنی چاہیے کہ نہیں۔۔۔؟

کونسا لباس اسلام کے مطابق ہے۔۔۔؟ صفیں درست ہوں یا نہ ہوں شلوار ٹخنوں سے بلند ہونی چاہئے۔۔۔ مدارس میں ابھی تک قدیم طریقہ تدریس سے صدیوں پرانے مسائل کی تعلیم جاری ہے۔ جبکہ دوسری طرف جن سے مقابلہ کا دعویٰ ہے وہ علم و سائنس پر اسلامی ممالک کے مجموعی بجٹ سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔

اسلام دین انسانیت ہے یہ اپنے اندر سابقہ تمام ادیان کی خصوصیات اور فیضان خضری کے ساتھ ساتھ ختم نبوت محمدی ﷺ کے فیضان کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اسی فیضان کے باعث اسلام قیامت تک انسانیت کو پیش آنے والے جملہ مسائل کے حل کو پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ اس صدی میں بھی کوئی اوصاف خضری کا حامل شخص ہو جو اپنے دامن میں بارگاہ نبوی ﷺ سے رحمت اور خضر اُمت محمدی سے علم کی خیرات بھی سمیٹے ہوئے ہو۔ کوئی ابن مریم جیسا ہو جو امت کی مسیحائی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے اسے کمال عطا کرے۔

بقول شاعر

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے درد کی دوا کرے کوئی

یہ قانونِ قدرت وفطرت ہے کہ اندھیروں کے بعد اجالا، رات کے بعد دن، حبس وگرمی کے بعد موسلا دھار بارش ہوا کرتی ہے اسی طرح جب ہدایت و راہنمائی نایاب ہو جائے تو تلاشِ خضر کی جاتی ہے۔

پنجاب کے شہر جھنگ کے گاؤں حسو بلیل میں ڈاکٹر فریدالدین کے گھر میں انگڑائی لینے والا شیرخوار آج شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صورت میں اپنے علم وعمل سے اس دور کے انسان، خصوصاً مسلمانوں کی تلاشِ خضر کی جستجو کی تکمیل کرتا دکھائی دیتا ہے۔

۱۵ ویں صدی ہجری میں اوصافِ خضر کی حامل شخصیت

آج مقام خضر پر فائز وہی شخص ہوگا جس کو بارگاہ الٰہی سے آقا علیہ السلام کے توسل اور اولیائے کاملین کی توجہات کی بدولت علم و رحمت اور بصیرت جیسے اوصافِ خضری سے نوازا گیا ہوگا۔

اگر ہم 14 ویں صدی کے اختتام کے حالات کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ عالم اسلام آج سے 30 سال قبل علم و رحمت جیسے عناصر خضری سے محروم ہوتا جارہا تھا۔ نئ صدی کی ابتداء میں امت مسلمہ کے اجتماعی احوال کی طرح مسلمانان برصغیر بھی بے مقصد زندگی گزار رہے تھے۔ مذہبی، سیاسی اور معاشرتی طبقات دن بدن ذلت اور رسوائی میں گرتے جا رہے تھے۔انفرادی اور اجتماعی طور پر معاشرے میں

۱۔ تنگ نظری اور انتہا پسندی تیزی سے پروان چڑھ رہی تھی۔

۲۔ فکر وعمل کا دائرہ کار محدود ہو چکا تھا ہر طبقے اور جماعت نے دین کے ایک حصے کو کل دین بنا لیا تھا۔

۳۔ تکفیر کا رویہ (اپنے سوا دوسروں کو کافر و مشرک قرار دینا) تبلیغ کا لازمی نصاب بن چکا تھا۔

۴۔ مسلمانان برصغیر متعدد فرقوں میں بٹ چکے تھے۔

۵۔ صدیوں پرانے نصاب کی تدریس کے باعث مبلغ نہیں مناظر پیدا ہو رہے تھے۔

۶۔ روحانی مراکز علم وعمل سے دور رسوم ورواج اور توہمات کا گڑھ بن چکے تھے۔

۷۔ حرص، ہوس اور لوٹ مار کے نظام نے ملک کو معاشی طور پر دیوالیہ کر دیا تھا۔

۸۔ کلاشنکوف اور افیون کلچر جہاد افغانستان کے ثمرات کے طور پر عام ہو رہا تھا۔

۹۔ جہاد افغانستان کے نام پر پاکستان کی قیادت ملک پر جنگ مسلط کر چکی تھی۔

الغرض دہشت گردی، فتنہ خوارج اور قتل عام عالم اسلام کا مقدر بن رہا تھا۔ اسلام کو امن و رحمت کی بجائے دہشت گردی، فتنہ پروری اور قتل عام کے ساتھ نتھی کیا جا رہا تھا۔

ان حالات میں ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی ایسی شخصیت ہو جو اسلام کے چہرے پر پڑی تنگ نظری، انتہا پسندی اور دہشت گردی کی گرد کو جھاڑ دے اور اسلام کا روشن، امن اور سلامتی والا چہرہ سے دنیا کو متعارف کروائے۔

اس بدترین دورِ فتن میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی بارگاہ سے علم و رحمت کی خیرات لے کر، حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی بارگاہ سے فیضانِ غوثیت اور بصیرت خضری سمیٹ کر، قدوۃ الاولیاء پیر سیدنا طاہر علاؤالدین کے دست اقدس کو بوسہ دے کر دور حاضر میں دہشت گردی کے اندھیروں میں امن کا چراغ جلایا۔ آپ کی فروغ امن کے لئے خدمات کے نتیجے میں اسلام کے دامن پر لگا بدنما داغ صاف ہوا۔ مسلمانوں کو دنیا بھر میں عزت و وقار میسر آیا۔

دور حاضر میں خضری فیض کے امین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے امن کے فروغ کے لیے کیا خدمات سرانجام دیں؟ قوم اور امت کو مستقبل میں آنے والے فتنوں سے کیسے آگاہ کیا؟ امت کو ان فتنوں سے بچانے کے لیے کیا جدوجہد کی؟ ان تمام پہلوؤں پر آئندہ صفحات میں ہم تفصیلی جائزہ لیں گے۔

3۔ فیض علم غوثیت مآب کا چشمہ

اس پرفتن دور میں علم فقط قوت گویائی اور تحریر (Copy paste) کا نام رہ گیا ہے۔ تحریر وتقریر کے میدان میں تخلیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہٰذا وقت کا تقاضا تھا کہ علم کے میدان میں تقریر وتحریر کی صورت میں اسلاف سے منتقل شدہ ورثۂ علم کو نئی نسلوں کو اس دور کے تقاضوں کے مطابق منتقل کیا جائے تاکہ نئی نسلوں کو عشق و محبت رسول ﷺ، علم، عقائد، عمل، اخلاق، مذہبی ودینی اقدار کا وارث بنایا جائے۔

ایسے دور میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری الحمدللہ فیضان محمدی ﷺ کے امین بن کر اور اوصاف خضری سے کما حقہ متصف ہو کر رحمت و امن کی خیرات تقسیم کر رہے ہیں۔ امن و رحمت کی تعلیمات کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ شیخ الاسلام کی زبان اور قلم سے صادر ہونے والا ایک ایک لفظ علم و نور کے موتی بکھیر رہا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تقریر و وعظ کے میدان میں حضرت سیدنا غوث الاعظم کے فیضان خطابت کو سچ ثابت کر دکھایا اور امت کی راہنمائی کے لیے سینکڑوں موضوعات پر انگلش اردو اور عربی میں 7000 سے زائد علمی و تحقیقی خطابات کیے ہیں جن کی کوئی نظیر نہیں ملتی مستزاد یہ کہ تمام خطابات ریکارڈڈ صورت میں ملٹی میڈیا پر محفوظ بھی ہیں جو رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کی راہنمائی کرتے رہیں گے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی علمی خدمات چند اہم گوشے حسب ذیل ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کا دور حاضر کی جدید سائنسی، فکری، تفسیری اور فقہی شان کا حامل ترجمہ ''عرفان القرآن'' انسانیت کے لئے رہنمائی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

۲۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اعتقادی فتنوں کے اس بدترین دور میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے نور سے ایسے چراغ جلائے کہ دنیا بھر میں کروڑوں مسلمانوں کے عقائد محفوظ ہوئے۔

۳۔ علم حدیث میں 100 سے زائد کتب کی اشاعت ''المنہاج السوی'' اور ہدایۃ الامۃ کے بعد 30 سے زائد جلدوں پر مشتمل عرفان السنہ کی شکل میں 30 ہزار سے زائد احادیث کے ذخیرہ کی تالیف یقیناً علم حدیث کی تاریخ میں تدوین حدیث کے بعد سب سے بڑی خدمت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فرمائی ہے۔

۴۔ دورِ حاضر میں جب متعدد طبقات سے تصوف کا انکار کر کے اسے افیون اور متبادل دین قرار دیا تو ایسے دور میں تصوف کو قرآن و حدیث سے ثابت کر کے تصوف کو بطور علم زندہ کرنا دورِ حاضر میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا مجددانہ کارنامہ ہے۔

۶۔ 1000 سے زائد موضوعات پر تصنیفات جن میں سے 500 سے زائد شائع ہو چکی ہیں۔

۷۔شیخ الاسلام کے دینی، عصری، بین الاقوامی، فکری، سیاسی، سماجی اور سائنسی 7000 سے زائد موضوعات پر لیکچرز پوری دنیا میں انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔

۸۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے چارٹرڈ یونیورسٹی سے لے کر دنیا بھر میں تعلیمی اداروں، اسلامک سنیٹرز اور گلی محلّہ میں کتب وکیسٹ لائبریرز کے نیٹ ورک کا جال بچھا کر دنیا کو نور علم کی خیرات تقسیم کی ہے۔

۹۔ گستاخی رسالت، گستاخی صحابہ اور گستاخی اہل بیت کا فتنہ ہو یا فتنہ انکار حدیث و فتنہ قادیانیت ،منکرین تصوف ہوں یا دہشت گردی کی شکل میں فتنہ خوارج پوری دنیا میں تنہا جس شخص نے ان تمام فتنوں کا مقابلہ کیا ان کو ختم کیا یا ان کا رُخ موڑ دیا وہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں۔ اس کتابچے کے صفحات میں اتنی وسعت نہیں کہ ان کی خدمات کا احاطہ کیا جا سکے۔ہم ان کی علمی خدمات کے چند گوشوں کی وضاحت کرتے ہیں۔

علمِ حدیث میں غیر معمولی خدمات

اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی دین اسلام کی Application کے تقاضے یکسر تبدیل ہو گئے۔ جدید مسائل کے بارے اجتہادی ضروریات اس بات کی متقاضی تھیں کہ سائنس وٹیکنالوجی کے اس دور میں کوئی شخصیت ایسی ہو جو اسلاف کی خیرات لے کر نئی نسلوں تک اس ورثہ علم وشعور کو منتقل کرے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے علم حدیث کے حوالے سے گرانقدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ چھ سات صدیاں گزرنے کے بعد علم حدیث کی ازسر نو ترتیب وتدوین میں کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ آج اتنا وقت بیت جانے کے بعد علمی ضروریات بدل گئی ہیں۔ بڑے

بڑے مسائل اور فتنوں نے سر اٹھایا۔ امت میں تفرقہ وافتراق کی آگ بھڑک اٹھی۔ فرقے، مسالک، مکاتب فکر وجود میں آئے۔ نئی نئی تعبیرات کی جانے لگیں جبکہ کتب حدیث وہی صدیوں پرانی مدون شدہ، ان کے تراجم الابواب بھی اسی دور کے مسائل اور تحقیق کے مطابق تھے۔ ایک عام عالم، واعظ، خطیب، استاذ، طالب علم تراجم الابواب کی فہرست دیکھ کر احادیث تک رسائی نہیں پا سکتا تھا اور لاکھوں کی تعداد میں تمام احادیث کو لفظ بلفظ پڑھنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ پس ضرورت تھی کہ جس طرح ائمہ نے احادیث کے معانی و مطالب کے مطابق اپنے اجتہاد سے تراجم الابواب متعین کیے تھے اب نئے سرے سے احادیث کے تراجم الابواب مقرر کیے جائیں۔ لہٰذا شیخ الاسلام کا اصل محدثانہ کام یہ ہے کہ انہوں نے جدید دور کی علمی ضروریات کے عین مطابق تراجم الابواب مقرر کیے تا کہ جس موضوع پر حدیث دیکھنا چاہیں اسی موضوع پر باب مل جائے۔

۱۔شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے علم حدیث کے حوالے سے جو نمایاں کارنامے سرانجام دیئے ہیں ان میں سب پہلے سلسلہ اربعینات ہے۔ آقا علیہ السلام کی چالیس احادیث مبارکہ کو جمع کرنے کا سلسلہ روز اول سے محدثین نے جاری رکھا ہوا تھا۔ شیخ الاسلام نے اس سلسلہ کو نئی جہت دی اور مختلف موضوعات پر اربعینات کو جمع فرمایا جن میں سے ابتداً 42اربعینات کا سیٹ منظر عام پر آچکا ہے اور اس پر مزید کام جاری ہے اور مستقبل قریب میں سینکڑوں اربعینات کی اشاعت کے لیے کاوش جاری ہے۔

۲۔علم حدیث میں شیخ الاسلام کا دوسرا بڑا کارنامہ 1100 احادیث پر مشتمل کتاب المنہاج السوی ہے۔ کم و بیش 6 صدیوں کے بعد علم حدیث میں نئے تراجم الابواب کے ساتھ سادہ اور عام فہم ترجمہ اور بہترین تخریج کے ساتھ المنہاج السوی ایک زمانے تک خضر بن کر انسانیت کی رہنمائی کرے گی۔

۳۔علم حدیث میں 100 سے زائد کتب کی اشاعت کے علاوہ ، شیخ الاسلام کی سب سے بڑی خدمت 30 جلدوں پر مشتمل کتاب عرفان السنہ ہے۔ یہ عظیم الشان پراجیکٹ جاری

ہے جس کے تحت تقریباً 50,000 احادیث کی از سرِ نو ترتیب و تدوین ہو رہی ہے۔ اس پراجیکٹ میں سے 10 جلدوں پر مشتمل پہلا حصہ **معارج السنن للنجاۃ من الضلال والفتن** تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جن میں آٹھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں جبکہ مزید کی اشاعت بھی جلد متوقع ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے اس پر فتن دور میں نہ صرف حدیث کی حجیت کو ثابت کیا بلکہ قرآن کے بعد علم کے دوسرے بڑے ماخذ سے امت کا تعلق بحال کر کے تمام دینی علوم کو دلائل کی نئی قوت عطا فرمائی۔ احادیث کی تدوین نو کا یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔

تصوف کے علمی احیاء و ترویج کے لیے خضر وقت کی کوششیں

تصوف وطریقت کے خلاف اس دور فتن میں ہر محاذ پر مساعی کی جا رہی ہیں۔ افراد امت کو روحانیت سے خالی تصور دین کی طرف راغب کیا جا رہا ہے۔ تصوف وطریقت کو غیر اسلامی یا نیا دین ثابت کرنے کے لیے تصنیف و تالیف اور میڈیا پر تبلیغ کے ذریعے شعوری کوشش کی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری چونکہ فیض خضری کے امین ہیں لہٰذا انہوں نے روز اول سے دروس قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ دروس تصوف کا آغاز کرنا احیائے تصوف کے لیے شعوری کاوش ہے۔ گزشتہ 3 صدیوں سے تصوف پر لکھا جانا تقریباً ختم ہو چکا تھا معاشرے میں معروف کتب تصوف میں سے چند قصے کہانیوں پر مشتمل تھیں جبکہ بہترین علمی کتب کا اسلوب تحریر صدیوں پڑتا تھا۔ ایسے ماحول میں شیخ الاسلام کی تصوف کے موضوعات پر قرآن و حدیث کے دلائل پر مبنی 50 سے زائد کتب کی اشاعت اور ہزاروں موضوعات پر خطابات یقیناً تصوف وطریقت کے احیاء کے لیے گرانقدر سرمایہ ہیں۔

اسی طرح جب پاکستانی معاشرے میں تصوف کے منکرین کی طرف سے ایک نیا فتنہ سامنے آیا کہ تصوف ایک متبادل دین ہے اور بعض نام نہاد مبلغین نے تصوف کا انکار کرتے ہوئے اسے متبادل دین قرار دیا تو شیخ الاسلام نے تصوف اور تعلیمات صوفیاء کے نام پر سلسلہ وار خطابات فرمائے جن کے Qtv پر نشر ہونے کے بعد یہ فتنہ دم توڑ گیا اور

قلوب و اذہان میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کا خاتمہ ہو گیا۔

چشمہ علم فیضان غوثیت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی علمی خدمات کی بیسیوں جہتوں کا یہاں تذکرہ ممکن نہیں۔ اس فیضان میں سے ہم ایک اہم ترین خدمت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ملکی اور بین الاقوامی سطح پر امت مسلمہ یا انسانیت کو جب کوئی بھی علمی چیلنج درپیش ہوا تو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فیضانِ علمِ غوثیت سے اس فتنے اور چیلنج کا مقابلہ کیا۔

دور حاضر کے جملہ قومی اور بین الاقوامی فتنوں کا انسداد

رواں صدی میں عالم اسلام متعدد فتنوں سے نبرد آزما رہا ہے۔ اللہ کا قانون ہے کہ ہر دور میں پیدا ہونے والے فتنوں کا قلع قمع کرنے کے لیے وہ شخصیات پیدا کرتا ہے جو اس دور کی ضروریات کے مطابق ان فتنوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ذیل میں ہم ان فتنوں اور چیلنجز میں سے سے چند ایک کا مختصر جائزہ لیتے ہیں جن کے دفاع کا فریضہ فیضان خضری کے حامل شیخ الاسلام نے ادا فرمایا۔

i۔ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی

80 کی دہائی میں قادیانیت کا فتنہ ایک مرتبہ پھر سر زمین پاکستان میں سر اٹھانے لگا تو فتنہ قادیانیت کا علمی دفاع کرنے کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مینار پاکستان کے سائے میں لاکھوں فرزندان توحید اور علماء مشائخ کا عظیم الشان اجتماع کیا۔علمی دلائل کے ساتھ اس فتنے کو ایسے ختم کیا کہ آج تک وہ دوبارہ مسلمانوں کو چیلنج نہیں دے سکے۔

فتنہ قادیانیت پر متعدد کتب کی اشاعت آج بھی اس فتنے کا پیچھا کر رہی ہیں۔ اس باب میں آپ کی تقریباً 1000 صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب عقیدہ ختم نبوت کی مکمل وضاحت اور فتنہ قادیانیت کی طرف سے پیدا کردہ تمام سوالات کا جواب ہے۔

ii۔ گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا تعین

اسی طرح گستاخ رسول ﷺ کی سزا کیا ہونی چاہیے؟ اس پر قیاس آرائیاں ہونے لگیں، کچھ روشن خیال مغربی علم وتہذیب سے متاثر، نام نہاد مفکرین گستاخی رسول ﷺ کی سزا کو ماننے اور اس کے نفاذ کے منکر تھے۔ قریب تھا کہ پاکستان کی قانون ساز اسمبلی سے گستاخ رسول ﷺ کی سزائے موت کو کالعدم قرار دے دیا جاتا، علماء دانشور، دردِ دل رکھنے والے عامۃ المسلمین کے پاس سوائے احتجاج کے کوئی راستہ نہیں تھا۔ متعدد علماء عدالت میں پیش ہوے مگر عدالت کو مطمئن نہیں کر سکے۔ جسٹس ریٹائرڈ پیرکرم شاہ الازھری منصف کی کرسی پر براجمان حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔ اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے دفاع شان رسالت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے قرآن وحدیث کے دلائل کے انبار کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے، وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے۔ تین دن مسلسل دلائل سننے کے بعد عدلیہ کے فاضل جج اس نتیجے پر پہنچے کہ گستاخ رسول کی سزا موت قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے قانون کا مسودہ تیارکیا جسے جنرل محمد ضیاء الحق نے آرڈیننس کے طور پر نافذ کیا اور بعد ازاں یہی قانون (295C) وزیر اعظم محمد جان جونیجو کے دور میں قومی اسمبلی سے پاس کروایا گیا۔

iii۔ دفاع شان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

پوری امت جب فرقوں اور گروہوں میں تقسیم در تقسیم ہوگئی تو ایک دوسرے پر اتہام والزام بازی کا بازار گرم تھا۔ تکفیریت کا زہر معاشرے میں پھیل رہا تھا اسی اثنا میں سرعام میڈیا پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بالعموم اور شیخین رضی اللہ عنہما کو بالخصوص ہدف تنقید بنایا جانے لگا، ایک مخصوص طبقہ تاریخ سے کلیتًا نابلد ہوکر یا شعوری طور پر حقیقت سے نظریں چراتے ہوئے کبار صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کے درمیان اختلافات کے من گھڑت قصوں کو ہوا دینے لگا، جس کے باعث پہلے سے تکفیریت کی بھڑکتی ہوئی آگ شعلہ جوالہ بنتی جا رہی تھی۔ کئی طبقات جو رواداری کو بہتر گردانتے ہیں اور علم صحیح کے علاوہ درد دل رکھتے ہیں وہ اندر ہی اندر کڑھتے رہے اور دبے

لفظوں اس بات کا اظہار کرتے رہے کہ ان فتنہ پرور جاہل ذاکراین وعلمائے سوء کے پھیلائے ہوئے زہر منافرت کا تریاق ہونا چاہئے۔

دریں اثنا شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری نے وقت کی نزاکت کا جائزہ لینے کے بعد دفاع شان شیخین کے حوالے سے **(التصفیه بین السنی والشیعه)** کے نام سے 45 گھنٹے پر مشتمل خطابات ریکارڈ کروائے۔ جس میں اہل تشیع کی امہات کتب سے معترضین کے جوابات دیئے اور تاریخ میں پہلی مرتبہ حضرات شیخین کے مقام ومرتبے کو ثابت کیا تاکہ دونوں مخالف طبقات ایک دوسرے کے قریب آسکیں اور اپنے معمولی فروعی اختلافات کے ساتھ اپنے اپنے مسلک پر عمل پیرا رہیں۔ اس طرح شیخ الاسلام نے دفاع شان شیخین کے حوالے سے دلائل وبراہین سے آراستہ خطابات کے نشر ہونے کے بعد توہین وگستاخی کا دروازہ بند ہوگیا۔

iv۔ دفاع شان اہلبیت

اسی طرح جب پاکستانی معاشرے میں شان اہلبیت اور خصوصاً شان علی المرتضیٰ علیہ السلام پر خارجیت اور ناصبیت کی طرف سے وار کیا گیا تو اس وقت بھی دفاع شان علی اور دفاع شان اہلبیت کے حوالے سے شیخ الاسلام نے گھنٹوں مدلل دلائل سے مزین گفتگو کے ذریعے گستاخی اور تشکیک کے دروازے بند کر دیے۔ اسی طرح ایمان ابو طالب کا تذکرہ ہو یا حب اہل بیت اطہار کا شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ان موضوعات پر خطابات پوری امت کی مسلسل رہنمائی فراہم کر رہے ہیں۔ جس سے اصلاح احوال امت اور بین المسالک رواداری، تحمل، برداشت کے کلچر فروغ پا رہا ہے۔

v۔ منکرین حدیث کی سرکوبی

موجودہ دورفتن میں پرویزی فتنہ جوکہ انکار حدیث کے نام پر وجود میں آیا اور اسی طرح دیگر فتنے بھی اٹھے جن کے ذریعے امت میں اس عقیدہ باطل کو عام کیا گیا کہ کتاب اللہ ہی کافی ہے۔ سنت مصطفیٰ ﷺ کی کوئی اہمیت نہیں۔ حجیت حدیث نبوی ﷺ کے انکار کے اس فتنے کی شیخ الاسلام نے تحریر وتقریر کے ذریعے سرکوبی کی۔ آپ نے حجیت حدیث اور مقام

رسالت کے عنوان پر سینکڑوں لیکچرز، متعدد کتب تحریر کیں اور دورہ صحیح بخاری اور مسلم کے عنوانات کے تحت لیکچرز دیئے۔ اس کے علاوہ علم حدیث پر 100 سے زائد کتب کی اشاعت کے ذریعے نہ صرف یہ فتنہ دم توڑ گیا بلکہ علم حدیث کو بھی فروغ ملا۔ شیخ الاسلام نے نہ صرف پاکستان بلکہ بھارت اور دیگر ممالک میں لاکھوں کے اجتماعات میں اس نازک علمی مسئلے پر گفتگو فرمائی جو یقیناً فیض خضری کا ہی ایک باب ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں تیس تیس لاکھ کے اجتماعات میں نازک علمی مسائل پر گفتگو کرنا فیض غوث اعظم کا بین ثبوت ہے اس طرح شیخ الاسلام نے فتنہ انکارحدیث کا قلع قمع فرمایا۔

vi۔ فتنہ خوارج کے معاملے میں عالمی دنیا کی راہنمائی اور فتنے کا خاتمہ

فتنہ خوارج ایک ایسا فتنہ ہے جو آقا علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ہر دور اور زمانے میں پیدا ہوتا رہے گا، آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ خوارج ہر دور اور زمانے میں ظاہر ہوتے رہیں گے، یہ قتل وغارت گری کو حلال سمجھیں گے۔ مسلمانوں کو کافر ومشرک کہیں گے، زبان سے نرم ونازک گفتگو کریں گے لیکن اور وہ ظلم وبربریت کے قائل ہوں گے۔ ان کے دل بھیڑیے جیسے ہوں گے۔

پاکستان میں اس فتنے نے 80 کی دہائی میں زیادہ قوت حاصل کر لی۔ جبکہ عالم عرب میں اس شاخسانے کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ رفتہ رفتہ اس فتنے نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مذہب و انتقام کے نام پر لوگوں کی گردنیں اڑائی جانے لگیں۔ معصوم بچوں اور خواتین تک کو ذبح کیا جانے لگا، 9/11 کے بعد تکفیری گروہ خوارج کے ممدومعاون بن کر کھل کر سامنے آ گئے۔ القاعدہ، طالبان، داعش اور اسی طرح متعدد ناموں پر وجود میں آنے والے گروہ، تنگ نظری اور دہشت گردی کے فروغ کے لیے کام کرنے لگے۔

ایسے ماحول میں جب ساری دنیا ایک عذاب میں اور امت مسلمہ علمی اور شعوری طور پر انتشار کا شکار تھی، شیخ الاسلام نے فتنہ خوارج اور دہشت گردی پر مبسوط تاریخی فتویٰ تحریر فرما کر انسانیت کی بالعموم اور امت مسلمہ کی بلخصوص رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیا۔ آپ نے تین

دھائیوں سے امت مسلمہ کے چہرے پر لگے دہشت گردی کے داغ کو نہ صرف دھو دیا بلکہ اسلام کا روشن چہرہ پوری دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اس عظیم الشان فتوے کے باوجود بصیرت سے محروم پاکستانی قیادت قوم کو دہشت گردی کی مزید آگ کی طرف دھکیلتی رہی۔ یہاں تک کہ دہشت گردوں کی رسائی حکومتی ایوانوں تک ہوگئی۔ تکفیری طبقات اس بات پر مصر تھے کہ ان دہشت گرد عناصر کے خلاف جہاد نہیں کیا سکتا کیونکہ اہل کلمہ ہیں اور مسلمانوں پر مظالم کا بدلہ لے رہے ہیں جبکہ بعض نام نہاد مفکرین و مذہبی راہنما انہیں شہید کہنے پر مصر تھے اور پاک فوج کے وہ جوان جو ان کے خلاف آپریشن کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر رہے تھے انہیں شہید کہتے ہوئے کتراتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ بحث بڑھتی گئی کہ آیا ان کو قتل کرنا، ان کے خلاف جہاد کرنا جائز عمل ہے یا نہیں، اسی طرح ان کے خلاف جہاد کرنا چاہیے یا مذاکرات کے طریقے سے معاملات کو حل کیا جائے۔

معاملات طول پکڑ گئے، حکمران، دانشور، سیاستدان، مفکرین، تجزیہ نگار قوم کی رائے کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ تمام مسائل کا حل مذاکرات میں ہے۔ قاتلوں کے خلاف جنگ سے مزید مسائل بڑھیں گے، لیکن ایک آواز صدائے خضر بن کر مسلسل راہنمائی کر رہی تھی کہ قرآن وحدیث کی رو سے اس فتنہ کا قلع قمع کرنا ضروری ہے اور فرمان مصطفیٰ ﷺ کی روشنی سے ملنی والی راہنمائی کے مطابق ان کا کلیتًا خاتمہ فرض ہے۔ اور دوٹوک انداز میں واضح کیا کہ دہشت گردوں سے مذاکرات کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔

قوم کو ایک عرصے تک مذاکرات کے کھیل میں دھکیلا گیا۔ جب کہ قوم اپنے بوڑھوں، جوانوں، بچوں، خواتین اور فوجی جوانوں کی لاشیں اٹھا اٹھا کر تھک گئی، عسکری قیادت کو مجبوراً شیخ الاسلام کے دیئے گئے وژن کے مطابق آپریشن ضرب عضب شروع کرنا پڑا کیونکہ شیخ الاسلام نے آقا علیہ السلام کے فرمان کے مطابق فیصلہ فرما دیا تھا کہ یہ خوارج جہنم کے کتے ہیں اور ان کے خلاف جہاد کئی گنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ اسی طرح ان کا مکمل خاتمہ ضروری ہے تو

پاک فوج کے جوانوں نے ضرب عضب آپریشن کے ذریعے خوارج کا خاتمہ شروع کردیا۔ دوسرے محاذ پر شیخ الاسلام نے امن نصاب متعارف کروایا کہ جس میں تمام طبقات کے لیے الگ الگ نصابات امن مرتب کیے۔ پاک فوج ملک کے مختلف حصوں میں جہاد بالسیف کا آغاز کیا اور شیخ الاسلام نے دہشت گردی اور تنگ نظری کے خاتمے کے لیےضرب امن کا آغاز کیا۔ اس دور میں ہمارا میڈیا فقط نغموں کی صورت میں دشمن کے بچوں کو پڑھانے کا نعرہ لگا رہا تھا۔ شیخ الاسلام نے دشمن کے بچوں کے علاوہ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو دشمن کے نرغے میں جانے سے بچانے اور ان کے سینوں میں اسلام کا پیغام امن ومحبت، تحمل و رواداری اور برداشت کو داخل کرنے کے لیے 25 سے زائد کتب پر مشتمل نصاب امن دنیا کو دے کر آئندہ پر امن معاشرے کی بنیادیں فراہم کیں۔

اگر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ذات کے اندر صفتِ علم کا جائزہ لیا جائے تو وہاں فیضان غوثیت مآب فیضان خضری کے ساتھ ساتھ چشمہ علم محمدی ﷺ کی خیرات کی کثرت دکھائی دیتی ہے۔ وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے فروغِ محبت وعشق رسول ﷺ ہو یا دینی و اعتقادی الجھنوں کا ازالہ، عصر حاضر کے جدید عصری مسائل ہوں یا فلسفہ ومنطق کے گورکھ دھندے، مجددانہ شان کے مطابق دعوت وتبلیغ و اشاعت اسلام ہو یا علمی، فکری ونظری اصلاح، اس مادیت زدہ دور زوال میں امت کے احوالِ مادی کو احوالِ روحانی کی روشنی عطا کرنے کے لئے دروسِ تصوف ہوں یا شب زندہ داریاں، اجتماعی روحانی اعتکاف ہو یا امت کے علمی وتعلیمی احوال میں انقلاب، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مقام خضر پر کھڑے ہوکر یہ تمام فیوضات تقسیم کرتے نظر آتے ہیں۔

4۔ چشمہ رحمت محمدی کی خیرات

گزشتہ تین دھائیوں سے پورا معاشرہ اور پوری دنیا تنگ نظری اور اور انتہا پسندی کی دلدل میں پھنس چکی ہے، لوگوں کے جذبات سے کھیلنا، انہیں انتہا پسندی سکھا کر فتنہ وفساد اورقتل و غارت کروانا کم وبیش ہر جماعت اور تنظیم کا معمول بن چکا تھا۔ اس وقت ملک بھر میں 60

سے زائد انتہا پسند تنظیمات کو کلعدم قرار دیا جا چکا ہے۔

ایسے دور میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے محبت امن و رحمت سے دعوت تبلیغ کا آغاز کیا۔ جس دور میں مسالک اور طبقات ایک دوسرے پر کفر وشرک کے فتوے لگا رہے تھے اس دور میں منہاج القرآن نے مسالک کے درمیان اتحاد و یگانگت کے لیے اعلامیہ وحدت جیسے معاہدات کیے اور مسالک کے درمیان امن ورواداری کو فروغ دیا۔ اسی طرح پوری دنیا میں جب (Clasish of Civilization) مذاہب کے درمیان نفرت وکدورت اپنے عروج پر تھی اس دور میں شیخ الاسلام نے نفرتوں کے خاتمے اور بین المذاہب رواداری کے فروغ کے لیے کبھی مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم جیسے ادارے بنائے اور کبھی ویمبلے ارینا (لندن) میں تمام مذاہب عالم کو جمع کر کے دنیا میں امن وسلامتی کے لیے دعائیہ تقاریب منعقد کیں۔ اسلام کی امن وسلامتی والے چہرے سے دہشت گردی کا بدنما دھبہ دور کیا۔ گستاخی رسالت کے فتنے کے خاتمے کے لیے نہ صرف دنیا بھر کے اداروں کو خطوط لکھے بلکہ دلائل کی زبان میں یورپ اور اقوام عالم کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا۔ الغرض جس دور میں فتنہ وفساد، انتہا پسندی اور دہشت گردی عروج پر تھی اس دور میں تحریک منہاج القرآن نے محبت، علم اور امن کے چراغ جلائے ہیں۔

آئندہ صفحات میں ہم ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی امن و سلامتی کے فروغ کے سلسلہ میں خدمات میں سے چند اہم کا تذکرہ کرتے ہیں۔

فروغ امن کے سلسلہ میں شیخ الاسلام کی خدمات

دعوت وتبلیغ ہو یا سیاسی جدوجہد، مسالک کے درمیان بات چیت ہو یا مذاہب کے درمیان مکالمہ، لوگوں کے فتووں کا طوفان ہو یا نادان دوستوں کے طعنے، دشمنوں کی طرف سے ذاتی کردارکشی ہو یا قاتلانہ حملے، دھونس دھاندلی ہو یا کارکنان کا قتل عام ایسے تمام مواقع پر صبر کا مظاہرہ کرنا اور امن ومحبت کی زبان میں بات کرنا، دور حاضر کی واحد شخصیت جسے اللہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے کردار رحمت میں سے حصہ وافر عطا فرمایا ہے وہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہے۔

دہشت گردی اور تنگ نظری کے ماحول میں خضر وقت کی خدمات کا احاطہ چند صفحات پر ناممکن ہے اس کے لئے کئی جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب درکار ہے تاہم اس موقع پر شیخ الاسلام کی فروغ امن و رحمت کے سلسلہ میں خدمات کے چیدہ چیدہ موضوعات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے:

۱۔ دعوت و تبلیغ اور تصنیف و تالیف میں تکفیری رویے سے اجتناب

۲۔ تنگ نظری اور انتہا پسندی کے خاتمے کی جدوجہد

۳۔ بین المذاہب و بین المسالک امن اور رواداری کے فروغ کے لئے اقدامات

۴۔ بلاتفریق مسلک ہر ایک کو خوش آمدید کہنا

۵۔ اسلام کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں کو خوارج قرار دے کر بے نقاب کرنا

۶۔ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ دے کر پوری دنیا کے مسلمانوں کی فکری رہنمائی

۷۔ ہر طبقہ فکر کے لئے فروغ امن کے نصاب کی تشکیل

۸۔ ضربِ عضب کے نتائج سے کماحقہ استفادہ کے لئے ضربِ امن وعلم کا آغاز

۹۔ پرامن مذہبی سیاسی و انقلابی جدوجہد کے 35 سال

۱۰۔ گستاخی رسالت پر عالمی رہنماؤں اور اداروں کو خطوط لکھ کر نفرت کم کرنا

۱۱۔ دنیا بھر میں فروغ امن کے لئے سینکڑوں کانفرنسز اور سیمینار کا انعقاد

۱۲۔ دہشت گردوں کے معاونین کو بے نقاب کرنا

۱۳۔ ملک کی سیاسی قیادت اور افواج پاکستان کی دہشت گردی کے خاتمے میں رہنمائی

ذیل میں ہم مندرجہ بالا خدمات میں سے چند اہم کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہیں:

بین المسالک رواداری کے فروغ میں کردار

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات امن و رواداری کے فروغ کے لیے بے نظیر و بے مثال ہیں۔ اس وقت دنیا ایک گلوبل ویلیج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اسلام دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا دین ہے لیکن افسوس کہ آج مسلمان اتحاد و یگانگت کی گرانقدر نعمت سے محروم ہو چکے ہیں۔ فرقہ پرستی کے چنگل میں پھنسی امت مسلمہ کے ہاں دین کا تصور جامعیت پارہ پارہ ہو چکا تھا اور ہر فرقہ اپنے حسب ذوق دین کا کوئی ایک جزو لے کر اسی پر عمل کر کے خوش تھا ایسی صورت حال کے حوالے سے اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

فَتَقَطَّعُوٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًاط كُلُّ حِزْبٍ م بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ. (۱)

(۱) سورة المومنون، ۲۳: ۵۳

”پس انہوں نے اپنے (دین کے) امر کو آپس میں اختلاف کر کے فرقہ فرقہ کر ڈالا، ہر فرقہ والے اسی قدر (دین کے حصہ) سے جو ان کے پاس ہے خوش ہیں“۔

ایسے دور میں جب مسلمان آپس میں دست و گریباں تھے۔ ہر فرقہ دوسرے کو کافر و مشرک اور بدعتی و جہنمی قرار دے رہا تھا۔ جب نفرت کے موضوعات پر کتب فروخت ہوتی تھیں ایسے دور میں شیخ الاسلام نے:

۱۔ دعوت تبلیغ کو کفر و شرک کے فتوں سے مکمل پاک رکھا۔

۲۔ 500 کتب میں سے کسی ایک کا عنوان منفی اور فرقہ پرستانہ نہیں ہے۔

۳۔ تمام مسالک کے لئے منہاج القرآن کے دروازے کشادہ رکھے۔

۴۔ دیگر مسالک کے ساتھ اتحاد و یگانگت کے لئے معاہدات کیئے۔

۵۔ مدارس کے درمیان طلباء اور وفود کے تبادلے کا آغاز کیا۔

۶۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے 7000 سے زائد خطابات میں کبھی کسی گروہ یا فرقہ یا

مسلک پر کفر کا کوئی فتویٰ نہیں لگایا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ہر ایک کو امن و سلامتی کے ساتھ رواداری کا درس دیا۔ وہ طبقات جو تکفیریت کے مرتکب ہو رہے تھے، جنہوں نے اپنی مساجد اور عبادت گاہوں کے دروازے دوسروں کے لیے بند کر دیے تھے، شیخ الاسلام کی بین المسالک روا داری اور درس امن کی وجہ سے برف پگھلنے لگی اور مختلف مسالک ایک دوسرے کے قریب آنے لگے۔

۷۔ 90 کی دہائی میں اعلامیہ وحدت، اور پھر بعد ازاں اہل تشیع، امام بارگاہوں اور اجتماعات میں جا کر خطابات کرنے سے مسالک کے درمیان ایک بڑی خلیج جو پیدا ہو چکی تھی وہ کم ہوئی اور ہر خاص و عام تک شیخ الاسلام کا پیغام روا داری پہنچا اور کفر کے فتووں کا زور ٹوٹا۔ شیخ الاسلام نے 30 سال قبل پر امن معاشرے کے قیام کے لیے جو تجاویز دیں اور بین المسالک روا داری کے لئے جو بنیادیں رکھیں، آج تین دہائیوں کے بعد حکومت، آرمی اور نیب تمام اداروں کو امن کے قیام کے لئے انہی خطوط پر اقدامات اٹھا رہے ہیں۔

علاوہ ازیں دیگر مسالک کے علماء اور عوام الناس کا تحریک منہاج القرآن کے مرکز پر آنا بہت سارے فاصلوں کو مٹاتا رہا اور بین المسالک روا داری کو فروغ دیتا رہا۔ تحریک منہاج القرآن احیائے اسلام کی عالمگیر تحریک ہونے کی وجہ سے مختلف مسالک کے افراد اور قائدین تحریک کے رفیق اور ممبرز بنے اور مختلف عہدوں پر بھی فائز رہے اور تا حال خوش اسلوبی سے اپنا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ بین المسالک روا داری کی اس سے بڑی مثال ہمارے معاشرے میں نہیں دی جا سکتی۔ شیخ الاسلام کی انہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ مخالفتوں، فتووں کے باوجود فروغ امن کا کام پوری آب و تاب سے جاری ہے۔

بین المذاہب رواداری کا فروغ

قیام پاکستان سے لے کر آج تک بین المذاہب نفرت اور قتل غارت گری کا جو دور ہمارے ملک میں گزرا ہے اس سے غیر مسلموں سے حسن سلوک کی اسلام کی 14 چودہ سو سالہ

شاندار تاریخ کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کئی مرتبہ ایسا ہو چکا ہے کہ ایک غیر مسلم نے کسی جرم کا ارتکاب کیا یا اس پر الزام لگایا گیا اس کے نتیجے میں متعدد افراد کو زندہ جلا دیا گیا ان کی املاک کو لوٹ لیا گیا اور ان کے گھروں کو جلا دیا گیا۔ قتل غارت گری اور نفرت کے اس دور میں رحمت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض تقسیم کرنے والے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے انسانیت سے پیار کی شمع جلائی جس کے نتیجے میں نہ صرف پاکستان میں اقلیتوں کو تحفظ کا احساس ہوا بلکہ دنیا بھر میں رہنے والے مسلمانوں کو دیگر مذاہب کے ساتھ ملکر زندگی گزارنے کا سلیقہ آیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری دین کے تجدید و احیاء کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے ضبط و تحمل اور علم و حکمت کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ نہایت حکمت و دانشمندی کے ساتھ اور بصیرت و بصارت کا چراغ تھامے ہوئے اسلام کی آفاقی تعلیمات کے فروغ کے لیے سرگرداں ہیں۔ مختلف مذاہب کو قریب لانے کے لیے اور اسلام امن و سلامتی پر مشتمل اسلام کے آفاقی پیغام کو فروغ دینے کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کی ان گنت خدمات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

i۔ مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم کا قیام (MCDF)

مکالمہ بین المذاہب کے لیے تحریک منہاج اور شیخ الاسلام کی کوششوں کا باقاعدہ آغاز 1990ء میں ہوا جب مسیحی مسلم گول میز کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ 9 نومبر 1998ء کو پاکستان میں موجود مسیحی برادری کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کے لیے اور ان کے دل سے احساس محرومی ختم کرنے کے تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم (MCDF) کا قیام عمل میں لایا گیا۔

ii۔ مسیحی برداری کی جامع مسجد منہاج القرآن میں عبادت

15 مارچ 2002ء میں مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم کے تحت 40 افراد کا وفد شیخ الاسلام سے ملنے منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں آیا تو ان کی عبادت کے وقت ان کے لیے

جامع مسجد منہاج القرآن کے دروازے کھول دیے گئے اور انہیں اپنے طریقہ ورسم رواج کے مطابق عبادت کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ اس موقع پر عیسائی مبلغ بشپ انڈریو فرانس نے شیخ الاسلام کے اقدام کو سراہتے ہوئے کہا کہ آج برصغیر کی تاریخ کا اہم دن ہے کہ ایک مسلم عالم نے مسیحی برادری کو خوش آمدید کہتے ہوئے مسجد کے دروازے کھولے یقیناً یہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ایک تاریخ میں نیا باب رقم کیا ہے، قابل غور امر یہ ہے کہ شیخ الاسلام نے یہ اقدام سنت مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں اٹھایا کہ جب نجران کے عیسائیوں کا وفد آقا علیہ السلام سے ملنے آیا تو ان کی عبادت کے وقت آقا علیہ السلام نے ان کے لیے مسجد نبوی کے دروازے کھلوائے لیکن آج کا معاشرہ اس کردار سے محروم ہو چکا ہے۔ شیخ الاسلام نے بین المذاہب رواداری کے لیے حضور ﷺ کی اس سنت کا احیاء کیا جو پوری دنیا میں تحسین کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

iii۔ مذہبی رواداری کا نتیجہ گرجا گھروں میں میلاد النبی ﷺ

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام ولادت مسیح علیہ السلام کے موقع پر خوشی کے اظہار کے لیے کیک کاٹنا، مسیحی برادری کو ولادت مسیح علیہ السلام کی مبارک باد دینا، اس کے علاوہ عالمی میلاد کانفرنسز میں مسیحی قائدین ومذہبی پیشواؤں کی شرکت، یہ ایسے امور ہیں کہ جن کے وجہ سے مختلف مذاہب کو آپس میں قریب آنے کا موقع ملتا ہے اور غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں۔ دنیا بھر کے تحریک کے مراکز پر ولادتِ عیسیٰ علیہ السلام کی تقریبات ہوتی ہیں۔ اس طرح ہندو اور سکھ برادری کے مذہبی تہواروں میں شرکت کر کے انہیں اسلام کا آفاقی پیغام پہنچایا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام کی انہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ برصغیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ گرجا گھروں میں محفل میلاد کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کا ولادت عیسیٰ علیہ السلام منانا ان کے دین کے عین مطابق ہے جبکہ عیسائیوں کا اپنے چرچ میں اور ہندوؤں کا مندروں میں محافل میلاد منعقد کرنا غیر معمولی ہے۔ فروری 2010ء میں لاہور بیپٹسٹ سینٹ پال چرچ میتھوڈسٹ میں محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں مسلم و مسیحی برادری شریک ہوئی۔ اسی طرح لاہور کیتھولک

کیتھڈرل چرچ میں محفل میلاد ہوئی مزید براں بالملک سوامی مندر اور دیگر مندروں اور گوردواروں میں بھی محافل ذکر مصطفیٰ کا انعقاد اب معمول بنتا رہا ہے جو یقیناً شیخ الاسلام کی بین المذاہب روا داری کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

iv۔توہین آمیز خاکوں، فلم اور اسلام مخالف اقدامات پر عالمی رہنماؤں کو خطوط

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر جب پوری امت مسلمہ نے غم و غصے کا اظہار کیا اور جوابی کاروائیوں کے طور پر تشدد آمیز احتجاج کا سلسلہ شروع ہو گیا، جس سے قومی و نجی املاک کو نقصان پہنچا جو کسی طور پر بھی اسلام اور بانی اسلام کے پیغام اور کردار امن و رحمت کا متقاضی اور آئینہ دار نہیں تھا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے حکم قرآنی کے تحت صبر و تحمل کے ساتھ ساتھ موثر و مہذب احتجاج ریکارڈ کروایا، آپ نے اقوام عالم کے سامنے اس انتہائی اہمیت کے حامل مسئلہ کے دائمی حل کے لیے باقاعدہ طور پر دنیا بھر کے سرکردہ دینی رہنماؤں کے ساتھ مل کر ایک آٹھ نکاتی اعلامیہ جاری کیا۔ دنیا بھر کے صدور، UNO اور دیگر عالمی اداروں کے سربراہان کو لیٹر لکھے اور عالمی امن کے قیام کے لیے سفارتی جدوجہد کے ذریعے اپنی کوشش جاری رکھیں۔

2012ء میں ایک گستاخانہ فلم کے منظر عام آنے کے بعد مسلمانان عالم کے جذبات پر مجروح ہوئے اسی تناظر میں شیخ الاسلام نے احترام مذہب کے حوالے سے UN اور OIC سمیت پوری دنیا کے سربراہان مملکت کو تاریخی مراسلہ لکھا جس میں انہوں نے باور کرایا کہ کسی مذہب کی بانی شخصیات کے خلاف توہین آمیز اقدامات سے نہ صرف امن عالم تباہ ہوگا بلکہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف کی جانے والی کاوشوں کو بھی شدید دھچکا پہنچے گا، انہوں نے مختلف ممالک کے قوانین کے حوالے دیتے ہوئے یہ بات ثابت کی ہے کہ ایسے گستاخانہ اقدامات کسی بھی لحاظ سے Freedom of Speech کے زمرے میں نہیں آتے، اس سے فقط نقص امن لازم آتا ہے۔

عالمی سطح پر توہین آمیز خاکوں کی مسلسل اشاعت، امریکہ اور دیگر ممالک میں

(Quran Burn) تحریک پر اقوام عالم کی جانب سے گہری خاموشی اختیار کرنے پر شیخ الاسلام نے ایک مرتبہ پھر اکتوبر 2012ء میں اقوام متحدہ اور عالمی رہنماؤں سے اقدامات اٹھانے کے لیے اور مسئلہ کے حل کے لیے مطالبات پر مشتمل مراسلہ لکھا جس کی وجہ سے قرآن برن کی ناپاک اور شرمناک Activity کو روک دیا گیا، یہ یقیناً شیخ الاسلام کے بین المذاہب روا داری کے فروغ کے لیے قابل فخر اقدامات میں سے ایک ہے۔

v۔ کثیر المذہبی امن برائے انسانیت کانفرنس کا انعقاد

24 ستمبر 2011ء کو ویمبلے ارینا لندن میں شیخ الاسلام نے وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ جو اس دور کی حکمتوں کے عین مطابق اسلام کے پیغام امن و محبت کو پوری دنیا میں وسیع پیمانے پر پھیلانے کا باعث بنا، انہوں نے پوری دنیا کے تمام بڑے مذاہب (مسلم، مسیح، یہودی، ہندو، سکھ اور بدھ مت) کے نمائندے ایک چھت کے نیچے جمع کر کے ان سے پر امن بقائے باہمی کے لیے نئے سرے سے کاوشیں بروئے کار لانے کا عہد لیا جو قرارداد لندن London Declaration کے نام سے 24 نکات پر مشتمل تھا۔ یہ کاروائی ان فرقہ وارانہ عالمی سازشوں کا توڑ تھا جو تہذیبی تصادم کے فلسفے کو ہوا دے کر دنیا کو جنگوں کی آماجگاہ بنانا چاہتی ہیں۔ یہ شیخ الاسلام کی تہذیبی تصادم کو روکنے اور بین المذاہب روا داری کو پروان چڑھانے کی بہت بڑی کاوش تھی۔

vi۔ امن و رحمت کے کردار کی ایک اور عظیم مثال

مذکورہ بالا جملہ خدمات فروغ امن میں ایک تاریخ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں 23 دسمبر 2012ء کا عوامی اجتماع ہو یا جنوری 2013ء میں کیا گیا عوامی مارچ ۔۔۔ اگست 2014ء میں انقلاب مارچ یا 70 دن کا عظیم دھرنا۔۔۔ ہر کاوش امن کے کردار کی عمدہ مثال ہے۔ پاکستان میں نظام کی تبدیلی کے لئے اس پرامن جدوجہد میں شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری اور ان کے کارکنان کا امن و رحمت سے بھرپور کردار کھل کر سامنے آیا۔ ذاتی تنقید اور مخالفت کے باوجود شیخ الاسلام اور تحریک کے کارکنوں کے پرامن کردار پر کوئی انگلی نہیں

اٹھا سکا۔

17 جون 2014ء کی تاریخ پاکستان کی تاریخ میں المناک المیے سے کم نہیں جب ریاستی اور حکومتی سرپرستی میں پنجاب پولیس نے نہتے لوگوں، خواتین اور بچوں پر گولیاں چلائیں۔ 2 خواتین سمیت 14 شہید ہوئے اور 100 سے زائد زخمی ہوئے مگر ردعمل میں یا اپنی حفاظت کی خاطر امن و رحمت کے کردار کے حاملین نے ایک گولی بھی نہ چلائی۔ یہ کردارِ خضری کی ایک بہت بڑی علامت ہے۔ جس طرح حضرت خضر علیہ السلام نے اُن آبادی والوں کے تلخ رویہ اور بدسلوکی کے باوجود اُن کی گرتی ہوئی دیوار کو از سر نو تعمیر کیا تھا۔ اسی طرح شیخ الاسلام نے بھی دشمنوں کے طعنوں وظلم وستم سے بے نیاز ہوکر قوم کا ساتھ نہ ملنے کے باوجود غریبوں، محتاجوں اور مسکینوں کے حقوق کی بحالی اور عوام پاکستان کو ان کے سیاسی و معاشی حقوق دلوانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائی۔ یہ خضری جدوجہد کل بھی جاری رکھی تھی، آج بھی جاری ہے اور منزل کے حصول تک جاری رہے گی۔

5۔ شیخ الاسلام کی بصیرت

گزشتہ صفحات میں ہم نے اوصاف خضری میں سے تیسرا وصف بصیرت کا تفصیلی ذکر کیا تھا کہ اللہ رب العزت حضرت خضر علیہ السلام کو سیاسی مذہبی اور معاشی بصیرت عطا کر رکھی تھی۔ سیدنا خضر علیہ السلام مستقبل میں آنے والے فتنوں کا ادراک فرما لیتے اور ان فتنوں کے تدارک کا حل بھی تلاش فرما دیتے۔ جن امور میں افراد معاشرہ کے سیاسی معاشی اور مذہبی کسی بھی نقصان کا خطرہ ہوتا اس کا نہ صرف تدارک فرماتے بلکہ اس کا اچھا بدل بھی عطا فرماتے۔ غاصب وظالم حکمران کے اطوار سے واقف سیدنا خضر علیہ السلام نے نوجوان کی کشتی کو شکستہ کیا کیونکہ آپ صاحب بصیرت تھے اور جانتے تھے کہ ظالم وغاصب حکمران اس کشتی پر قابض ہوکر اس خاندان کا ذریعہ معاش برباد کر دے گا۔ لہٰذا جب حکمران ظالم ہوں تو بصیرت خضری کا تقاضا یہی ہے کہ جو کوئی اس ظلم کی زد میں آ رہا ہو اُسے کم از کم متنبہ کیا جائے یا پھر اسے بچایا جائے۔اسی بصیرت کے طفیل آپ نے اپنی قوم کے افراد کو آنے والے ممکنہ خطروں اور فتنوں سے بچایا۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اس دور میں جس ہستی کو اوصاف خضری سے نوازا ہے اسے اللہ نے کس قدر بصیرت عطا کی ہے۔

اللہ رب العزت اپنے بندوں کو بصیرت وفراست کا وافر حصہ عطا فرماتا ہے۔بندہ مومن کی اسی فراست وبصیرت کا ذکر کرتے ہوئے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

اِتَّقُوا فِرَاسَت الْمُوْمِنِ وهُو يَنْظُرُ مِنْ نُوْرِ اللّٰه. (۱)

(۱) ترمذی، ۳: ۲۷

''مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''۔

اللہ رب العزت نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو علم اور رحمت کے ساتھ ساتھ بصیرت کی نعمت بھی وافر عطا فرمائی ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو مذہبی، سیاسی اور معاشی بصیرت عطافرمائی جس کے ذریعے آپ نے گزشتہ تین دہائیوں میں بیسیوں مرتبہ قوم کو آنے والے فتنوں سے آگاہ کیا ان سے بچنے کا نہ صرف حل دیا بلکہ قوم کو اس عذاب سے بچانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی اور تا حال جاری ہے۔

ا۔ مذہبی بصیرت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 1980 کی دہائی میں جب وطن عزیز کے مذہبی ماحول کا جائزہ لیا تو آنے والے دور میں جن فتنوں کا مستقبل میں سامنا ہونا تھا اس سے آگاہ کیا۔ ان میں چند اہم حسب ذیل ہیں۔

i۔ مذہبی وعلمی ثنویت کے فتنے سے آگاہی اوراس کا خاتمہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے جب تجدید و احیائے دین کا آغاز کیا تو اس وقت مذہبی طبقات باہم دست وگریباں تھے۔ فتویٰ بازی، مناظرہ اور دلائل وبراہین سے عاری گفتگو کرنے کا ماحول تھا، علم اور بنیادی ماخذ سے رجوع نہ ہونے کے برابر تھا۔ مذہبی اور غیر مذہبی طبقات الگ الگ اپنی اپنی سمتوں (Dimentions) میں کام کر رہے تھے۔ مدرسے سے

فارغ التحصیل ہونے والے مولوی اور سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز سے پڑھنے والے بابو اور آفیسرز کہلاتے تھے۔ دونوں طبقات کے اندر ایک نفرت کی بڑی دیوار کھڑی تھی کہ جس کو عبور کر کے دونوں طبقات کو باہم شیر وشکر کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے جب 1985 میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کی بنیاد رکھی تو اس میں دینی ومذہبی علوم کے ساتھ ساتھ جدید عصری علوم کو بھی لازم قرار دیا۔ جس کی بناء پر مذہبی طبقات جو کہ بصیرت سے عاری تھے، جو انگریزی اور عصری تعلیم کو شجر ممنوعہ سمجھتے تھے انہوں نے فتووں کا بازار گرم کیا۔ لیکن وقت بہت بڑا استاذ ہے وہ گزرتے لمحات کے ساتھ سب کچھ سمجھا دیتا ہے۔ صرف دس سال بعد ہی ہر مدرسہ یہی دعوی کرتا نظر آتا ہے کہ اس کے دامن میں دونوں علوم قدیم وجدید کا امتزاج موجود ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اس بصیرت کو ہر خاص وعام کو تسلیم کرنا پڑا۔ جبکہ حکومتی سر پرستی میں اسلام آباد میں اسلامی یونیورسٹی کو قائم کیا گیا۔ تمام مدارس میں سرکاری حکم کے مطابق عصری تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا تاکہ مدرسے سے فارغ التحصیل ہونے والا طالبعلم صرف مولوی اور ملاں ہی نہ کہلائے بلکہ معاشرے کے لئے قابل رشک فرد بن سکے۔ الحمد للہ آج جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن، منہاج یونیورسٹی بن چکی ہے۔ جس میں جدید وقدیم تمام علوم میں ماسٹرز، ایم فل اور پی ایچ ڈیز ہو رہی ہیں، یقیناً یہ شیخ الاسلام کی مذہبی بصیرت کا عملی ثبوت ہے۔

ii۔ تکفیری رویے کے خاتمہ کی جدوجہد

اس کے بعد شیخ الاسلام کی مذہبی بصیرت کا بین ثبوت یہ ہے کہ 80اور 90 کی دہائی کفر کے فتووں کا زمانہ تھا جب تکفیریت کا عفریت منہ کھولے مذہبی ہم آہنگی اور امن وآشتی کو نگل رہا تھا۔ اس دور میں شیخ الاسلام نے اعلامیہ وحدت پر دستخط کیے جو کہ 10 جنوری 1990ء کو پاکستان عوامی تحریک اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے درمیان طے پایا اور دس نکات پر اتفاق ہوا تاکہ شیعہ سنی فسادات کو روکا جا سکے۔ یہ ڈاکٹر طاہر القادری کی مذہبی بصیرت تھی کہ فتووں کے دور میں فتووں سے ڈرے بغیر اس قدر انتہائی قدم اٹھایا جس کے بعد فتوی بازی یقینی امر تھا۔ ہر طرف کفر کے فتوے برسنے لگے، شیعہ ہو جانے کا الزام لگنے لگا۔ لیکن فتوی لگانے والے شدت

پسندوں کو کیا خبر تھی کہ آنے والا وقت فتوی بازی کا نہیں بلکہ مذہبی و مسلکی ہم آہنگی کا دور ہوگا۔

پھر وہی ہوا ایک دوسرے کو کافر و مشرک کہنے والے اتحاد بناتے رہے۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں مسلکی اتحاد کو بھول جانے والے کبھی MMA میں اتحاد کرتے رہے، کبھی ملک بچانے کے نام پر انتہائی بدعقیدہ اور شدت پسند جماعتوں کے ساتھ اتحاد کر کے عملاً یہ مانتے رہے کہ 1990ء میں اہل تشیع کے ساتھ مذہبی و مسلکی منافرت کے خاتمے کے ڈاکٹر طاہر القادری کا اعلامیہ وحدت کا اعلان درست عمل تھا۔

iii۔قدامت پرستی کے نقصانات سے آگاہی اور جدید ذرائع کا استعمال

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کی مذہبی بصیرت و فراست کا اگلا واضح ثبوت ترویج و اشاعت اسلام کے سلسلے میں آپ کے موجودہ دور کے مطابق اٹھائے گئے عملی اقدامات ہیں۔ 1980ء کے اوائل میں جب افشاءِ اور تحصیل علم کا واحد ذریعہ کتب تھیں، ریڈیو موجود تھا لیکن ٹیلی ویژن ہر گھر میں موجود نہ تھا۔ تصنیف و تالیف کے ساتھ آپ نے اپنی کمال بصیرت سے کام لیتے ہوئے اپنے خطابات کی آڈیو، وڈیو ریکارڈنگ کا آغاز کیا۔ یہ وہ دور تھا جب علماء اس بات پر بحث کر رہے تھے کہ تصویر کھنچوانا جائز ہے کہ نہیں؟ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال شرعی ہے یا غیر شرعی؟ بلکہ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ٹی وی دیکھنا حرام قرار دیا جا چکا تھا۔ تصویر کھنچوانا غیر شرعی اور حرام سمجھا جاتا تھا، بلکہ بعض کے ہاں یہ مشہور تھا کہ ہمارے شیخ کی کیمرہ تصویر نہیں کھینچتا، اگر کھینچ لی جائے تو تصویر اور کیمرہ دونوں جل جاتے ہیں۔ قائداعظم کی تصویر والے نوٹوں سے جیبیں گرم کر کے فتوی دینے والوں نے یہ ذرا خیال نہ کیا کہ آئندہ آنے والے وقت کے تقاضے کیا ہیں۔ شیخ الاسلام کے 7000 سے زائد آڈیو، ویڈیوز خطابات، متنوع موضوعات پر مختلف زبانوں میں یہ ذخیرہ علم نہ صرف انسانیت کی راہنمائی کر رہا ہے بلکہ Internet کے ذریعے برق رفتاری سے دنیا کے طول و عرض میں پھیل رہا ہے۔ یقیناً یہ شیخ الاسلام کی مذہبی بصیرت کا شکار ہے۔

آج سے تیس سال قبل فتوی لگانے والوں، تصویر اور وڈیو کو حرام کہنے والوں کو اپنے

فتووں سے رجوع کرنا پڑا اور ایسا U ٹرن لیا کہ دعوت و تبلیغ کے لئے اپنے ٹی وی چینلز کھولنے پڑے، انٹرنیٹ اور دیگر جدید ذرائع کو اپنی تبلیغ، ترویج و اشاعت دین کا ذریعہ بنانا پڑا۔ لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ شیخ الاسلام کی مذہبی بصیرت دیگر مذہبی طبقات کے عملی اقدامات سے 20 سال آگے ہے۔

۲۔ سیاسی بصیرت

مذہب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے شیخ الاسلام کو سیاسی بصیرت سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔ انہوں نے ہر موقع پر قوم کو باخبر کیا کہ اس کا اصل دشمن کون ہے۔ ملک و قوم کو انہوں نے متعدد مرتبہ آگاہ کیا کہ وہ کس فتنے کا سامنا کرنے والے ہیں۔ ان کی سیاسی بصیرت میں چند نمایاں پہلو حسب ذیل ہیں:

i۔ ظالمانہ نظام کی خرابیوں سے متنبہ کرنا

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں صفات خضر میں سے ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ خضر علیہ السلام نے اپنے دور کے مجبور، محکوم، مظلوم طبقات کو ظالم، جابر، غاصب حکمرانوں کے پنجہ استبداد سے بچاتے ہیں اور آپ ان طبقات کے ظالم کے قبضہ میں جانے سے قبل عملی اقدامات کرتے نظر آتے ہیں۔ چونکہ شیخ الاسلام اوصاف خضر کی حامل شخصیت ہیں۔ لہٰذا آپ نے اپنی سیاسی بصیرت وفراست اور تجربہ وتحقیق کی بنیاد پر اس قوم کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس موجودہ ظالمانہ، استحصالی نظام کے تحت تبدیلی نہیں آئے گی، اس نظام کے تحت اگر 100 بار بھی الیکشن ہو جائیں، چہرے تو بدل سکتے ہیں لیکن مجبور، مقہور مظلوم طبقات کی قسمت اور مقدر نہیں بدل سکتا۔

وقت بڑا بے رحم احتساب کرتا ہے، دیکھنے والوں نے دیکھا، سننے والوں نے سنا، تجزیہ کرنے والوں نے تجزیہ کیا کہ اس ملک میں جابرانہ، ظالمانہ، جاگیردارانہ، سرمایہ دارانہ نظام سلطنت مسلط ہے۔ جو حکمران اور طاقتور طبقات کے مفادات کا تحفظ تو کرتا ہے لیکن غریب،

متوسط، سفید پوش طبقات کو مزید غربت اور پسماندگی کی حالت کی طرف دھکیلے جا رہا ہے۔ بالآخر تمام طبقات کو اس بات کا اعتراف کرنا پڑا کہ نظام کی تبدیلی کے بغیر اصلاح کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

ii۔ تبدیلی نظام کے لیے عملی جدوجہد

23 دسمبر 2012ء کی سرد اور ٹھٹھرتی ہوئی شام تھی جب الیکشن 2013ء کا زمانہ قریب آ رہا تھا۔ مینار پاکستان کی وسعتوں میں انسانی سروں کے سمندر کی موجودگی میں ایک آواز اپنی سیاسی بصیرت کا اعلان کر رہی تھی وہ آواز شیخ الاسلام کی تھی۔ لگتا یوں تھا کہ اس آواز دینے والے شخص کو فیضان و بصیرتِ خضری سے وافر حصہ ملا ہے۔ شیخ الاسلام پکار پکار کر پاکستانی قوم کو متنبہ کر رہے تھے کہ اگر اسی نظام کے تحت، اصلاح و ترمیم کیے بغیر الیکشن ہو گئے، اگر اسی غیر آئینی الیکشن کمیشن کی زیرِ نگرانی انتخابات ہوئے تو ملکی تاریخ کی بدترین دھاندلی ہوگی اور یہی کرپشن زدہ سیاسی بونے چہرے بدل کر زمام اقتدار سنبھالیں گے۔ مک مکا کا یہ نظام انہی وڈیروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں کو تحفظ دے گا جبکہ الیکشن کے بعد کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، وہی لوٹ مار کے قصے ہوں گے، ملکی اداروں کو سستے داموں بیچا جائے گا، ملکی وسائل کو کوڑیوں کے مول بیچ کر ذاتی مفادات کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

iii۔ ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک کہتے تھے

11 مئی 2013ء کی شام سورج ڈھلنے کے ساتھ ہی آوازیں اور چیخیں بلند ہونا شروع ہوئیں، الیکشن کی شفافیت پر انگلیاں اٹھنا شروع ہوگئیں، 23 دسمبر اور 14 جنوری کے دھرنے کے بعد اس قوم کے شعور کو بڑھانے اور آئین کے مندرجات پڑھانے اور یاد کروانے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنے حقوق کا شعور دینے کے بعد پوری قوم کی آواز تھی کہ ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک کہتے تھے، یعنی جو منظر اور نظارہ ڈاکٹر طاہر القادری کی بصیرت 6 ماہ پہلے دیکھ رہی تھی پوری قوم، دانشور اور سیاستدان اس شعور کی سطح پر 6 ماہ بعد پہنچے جو کہ اس بات کا بین اور واضح ثبوت ہے کہ شیخ الاسلام کی سیاسی بصیرت بھی آنے والے حالات کا بہتر اور مستند تجزیہ کر رہی تھی جس کا اظہار

متعدد، دانشور، تجزیہ نگار اور سیاستدان کر چکے ہیں، یقیناً یہ بصیرت وفراست ہر کسی کو عطا نہیں ہوتی جن سے کوئی کام لیا جانا ہوا نہیں ہی میسر آتی ہے۔

iv۔قوم کے حق رائے دہی پر ڈاکے سے بروقت باخبر کرنا

کسی بھی ریاست میں نظام انتخاب ہی تبدیلی کی بنیاد ہوا کرتا ہے۔عوام اپنے ووٹ کی طاقت سے ظالم حکمرانوں سے نجات حاصل کرتے ہیں لیکن پاکستانی نظام انتخاب انتہائی فرسودہ، جانبدارانہ اور غیر منصفانہ ہے۔جس کی بنیاد ''مک مکا'' اور گٹھ جوڑ پر ہے جس میں عوام کے ووٹ پر مبنی مینڈیٹ پر ڈاکہ زنی کی جاتی ہے۔ 23دسمبر 2012ء کو ڈاکٹر طاہر القادری نے الیکشن سے 6ماہ قبل باخبر کر دیا تھا کہ آئندہ منعقد ہونے والے الیکشنز میں عوام کے حق رائے دہی پر ڈاکہ ڈالا جائے گا اور یہی سیاسی بونے چہرے بدل کر لوٹ مار کے ایجنڈے کے ساتھ زمامِ اقتدار پر قابض ہو جائیں گے۔پھر وہی ہوا اور عوام کے حق پر ڈاکہ ڈل گیا۔

ایک جماعت کی طویل تگ و دو اور جدوجہد کے بعد دھاندلی کی تحقیقات کے لیے جوڈیشل کمیشن بنایا گیا، جوڈیشل کمیشن بننے کے بعد فریق اول سے یعنی مدعی سے سوال کیا گیا کہ آپ کیا توقع رکھتے ہیں کہ عدلیہ کی طرف سے کیا فیصلہ ہوگا۔اس فریق کا جواب تھا کہ ہم عدلیہ کے فیصلے کا احترام کریں گے۔

لیکن جب یہی سوال شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری سے پوچھا گیا تو آپ نے بصیرت خضری کے فیضان کے طفیل ایک سال بعد آنے والا فیصلہ پہلے ہی بتا دیا کہ کمیشن یہ فیصلہ کرے گا کہ منظّم دھندلی کے کوئی شواہد نہیں ملے اکا دُکا مقامات پر بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔اس کے علاوہ ملک میں شفاف انتخابات ہوئے۔ پھر وہی ہوا جوڈیشل کمیشن کا فیصلہ حرف بحرف وہی آیا اور ایک مرتبہ پھر قوم کو اعتراف کرنا پڑا کہ خضر وقت سچ کہتے تھے۔ یہ عدلیہ کی تاریخ کا شرمناک فیصلہ تھا۔حکمرانوں کے کردار اور عدلیہ کے مک مکا کو دیکھتے ہوئے خضر وقت نے قوم کو ایک سال قبل فیصلے کے متعلق آگاہ کر دیا تھا۔

v۔ دہشت گردوں کے معاونین کو بے نقاب کرنا

دہشت گردی ایک دن کی پیداوار نہیں ہے اور نہ ہی کسی شخص کو ایک دن میں خودکُش بمبار بنایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس کے پیچھے ایک پوری ٹیم ہوتی ہے۔ قوم کو فقط دہشت گردوں کا مکروہ چہرہ تو دکھایا گیا لیکن دہشت گردوں کے معاونین، سہولت کاروں (Facilitators) نرم گوشہ رکھنے والوں اور مالی اعانت کرنے والوں (Financers) کے بارے میں کچھ نہ بتایا گیا وہ سرعام ٹی وی اور دیگر ذرائع پر بڑی ڈھٹائی کے ساتھ دہشت گردوں کے حق میں بیان دیتے جو یقیناً اہل اقتدار کی صفوں میں شامل ہیں اور دہشت گردوں کی مذمت بھی نہیں کرتے۔ خضر وقت نے نہ صرف دہشت گردوں کو بے نقاب کیا بلکہ ان کے خلاف فتویٰ دے کر اور ان کی علامات بیان کرکے قوم وملت کے سامنے ان کو ننگا کیا بلکہ جملہ معاونین کو بھی ببانگ دہل بے نقاب کیا تاکہ قوم اصل مجرموں کو پہچان سکے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔ آج پاکستان آرمی کا دہشت گردوں کے خلاف جو آپریشن ہے۔ اس سوچ کا واحد علمبردار خضر وقت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں۔

vi۔ دہشت گردوں سے مذاکرات نہیں ان کا خاتمہ

پوری قوم گواہ ہے کہ حکومت اور تقریباً تمام سیاسی جماعتیں دہشت گردوں سے مذاکرات کی حامی تھیں اور تقریباً ایک سال مذاکرات کا ڈرامہ چلتا رہا شیخ الاسلام نے روز اول سے فرما دیا تھا کہ مذاکرات کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ دہشت گردی کا حل دہشت گردوں کا خاتمہ ہے۔

ایک سال تک انتظار کرنے، سینکڑوں لاشیں اٹھانے اور دہشت گردوں کو فرار کروانے کے بعد پوری قوم کو ماننا پڑا کہ طاہر القادری سچ کہتے تھے۔ بالآخر پاکستان آرمی نے ضرب عضب کا آغاز کیا اور آخری دہشت گرد کے خاتمے تک جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔

۳۔ معاشی بصیرت

کسی بھی قوم کی معیشت اس کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔ اگر معیشت برباد ہو جائے تو پوری قوم اور ملک برباد ہو جاتا ہے۔اسی لئے حضرت خضر اور موسیٰ علیہ السلام نے ان دو یتیم بچوں کی دیوار بغیر کسی معاوضے کے بنا دی۔ اوصاف خضر سے متصف شخصیت کے فرائض میں سے ہوتا ہے کہ وہ یتیم، مساکین اور فقراء کے اموال کی حفاظت کا انتظام کرے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری نے جب اپنی نگاہ بصیرت سے دیکھا کہ قوم کا وراثت لٹ رہی ہے۔تو انہوں نے قوم کو باخبر کیا:

i۔قومی وراثت/سرمایہ چوری کرنے والوں سے بروقت خبردار کرنا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری بصیرت خضری سے متصف ہو کر قوم کی قومی وراثت/دولت چوری کرنے والوں سے خبردار کرتے رہے۔ اس وقت کسی کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ کس طرح کیریئر کو استعمال کر کے منی لانڈرنگ کی جاتی ہے؟ کس طرح انسانوں کو بطور کیریئر استعمال کیا جاتا ہے۔ستمبر 2014ء میں دھرنے کے موقع پر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ لوگو آنکھیں کھولو! تمھاری وراثت اور سرمایہ تمھارے دشمن نقد اٹھا اٹھا کر ملک سے باہر لے جا رہے ہیں۔ لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ ایک سال کے بعد ملک کی ایک مشہور ماڈل ایان علی بطور کیریئر ملکی سرمایہ بیرون ملک منتقل کرتے پکڑی گئی، پھر اس نے اعتراف کیا کہ وہ کس کس سیاسی شخصیت کے لیے کام کرتی ہے اور کتنا سرمایہ وہ باہر منتقل کر چکی ہے۔ اسی طرح جب کراچی کے سمندر سے کرنسی کی بھری لانچ پکڑی گئی تو تب قوم کو یہ بات سمجھ آئی کہ کس طرح اس کی وراثت باہر منتقل ہو رہی ہے؟ کس طرح (Swiss Banks) میں اربوں ڈالرز پہنچائے گئے اور کس طرح پوری دنیا میں ذاتی کاروبار اور جائیدادیں خریدی گئیں ان پوشیدہ حقائق سے وہی پردہ اٹھا سکتا ہے جس کو فیضان بصیرت خضری نصیب ہوا ہو۔

ii۔قومی ذخائر کی حفاظت

پاکستان کو اللہ رب العزت نے تمام وسائل سے نواز ہے۔ تیل (Oil)، گیس (Gas)، پٹرولیم (Petrolium)، کوئلہ (Coal)، معدنیات (Minerals)، سونا (Gold) اور نہ جانے کیا کیا وسائل موجود ہیں لیکن ملک کی نا اہل قیادت اپنے وسائل کو بروئے کار لانے کی بجائے ملک کا معاشی نظام قرضوں پر چلا رہی ہے۔ مزید یہ کہ ملکی وسائل کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے۔ ملک میں کثیر قدرتی ذخائر ہونے کے باوجود دیگر ممالک سے گیس کے حصول کے لیے معاہدات کیے جا رہے ہیں۔ ملک میں سونے کے وسیع ذخائر موجود ہیں اگر صرف بلوچستان میں موجود ریکوڈ یک کے ذخائر کا تخمینہ لگایا جائے تو پاکستان کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

اسلام آباد میں انقلاب مارچ کے دوران خضر وقت شیخ الاسلام نے پوری قوم کو خبردار کیا ریکوڈ یک (سونے کے قومی ذخائر) کو کیسے منصوبہ بندی کے ساتھ سستے داموں بیچا جا رہا ہے۔ پھر دنیا نے آپ کی بات کی صداقت کو کو دیکھ لیا کہ آپ کی کہی ہوئی بات سچ ثابت ہوئی اور اس منصوبہ کا سربراہ کرپٹ ترین سابق چیف جسٹس کے بیٹے ارسلان افتخار چوہدری کو بنا دیا گیا۔ لیکن شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کے بروقت خبردار کرنے پر اسے ہٹا دیا گیا۔

شیخ الاسلام نے متعدد مواقع پر قومی وسائل کے مناسب استعمال میں لاکر عوام تک اس کے فوائد پہنچانے کی بات کی ہے جو یقیناً خضر وقت کی بصیرت کی علامت ہے۔

iii۔قومی اداروں کو لوٹ سیل سے بچانا

پوری دنیا میں نجکاری کا عمل ملک وقوم کے لیے نفع بخش اور سود مند بنایا جاتا ہے۔ اس کے لیے شفاف کمیشن بنائے جاتے ہیں۔ اخبارات میں (Bids) دی جاتی ہے تا کہ اس کی شفافیت پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ لیکن پاکستان میں نجکاری کے عمل میں نیت کا فتور شامل ہوتا ہے۔ کمیشن (Kick back) حاصل کی جاتی ہیں، اداروں کو بیچا جاتا ہے لیکن خود یہی دوسرے نام سے خرید لیا جاتا ہے۔ ان تمام کرپشن کے معاملات کے متعلق شیخ الاسلام نے بروقت خبردار

کیا تھا کہ حکمران طبقہ قومی اداروں کو اونے پونے داموں بیچ کر خود ہی خریدنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے نجکاری کمیشن کے جملہ ممبران اور سربراہ کا مکمل (Bio Data) عوام کے سامنے رکھ دیا اور ان کی حکمرانوں کے ساتھ رشتہ داریاں، تعلقات اور ہمدردیوں کا بھانڈا پھوڑ دیا پھر وہی ہوا کہ جس کا قبل از وقت شیخ الاسلام نے پردہ چاک کر دیا تھا۔ PIA جیسے منافع بخش قومی ادارہ کو بیچنے اور خود خریدنے کی تیاریاں مکمل ہیں۔ پاکستان سٹیل اور دیگر قومی ادارے بھی لوٹ سیل پر ہیں۔ مشتری تو ہوشیار ہے لیکن اگر قوم بھی ہوشیار ہو جائے تو ڈاکٹر طاہر القادری کی بصیرت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

iv۔ خضر وقت کا دس نکاتی ایجنڈا

حضرت خضر علیہ السلام جہاں حاکم وقت سے غریب کی کشتی کو بچا رہے ہیں وہیں پر غریب و یتیم بچوں کو ان کے بہتر مستقبل کی ضمانت بھی دے رہے ہیں۔ اوصاف خضر کا حامل وہی ہوگا جو غریب، یتیم، مجبور و مقہور اور مظلوم طبقات کے لیے کوئی ایسا لائحہ عمل دے جو غریب کی حالت کو بدل دے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے بھی 2013ء میں 10 نکاتی انقلابی ایجنڈا پیش کیا اور اس کے لیے وسائل کی دستیابی کے لیے انتظامات کا بھی اعلان کر دیا جس کے چیدہ چیدہ مندرجات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہر بے گھر کو گھر دیا جائے گا

۲۔ ہر بے روزگار کو روزگار دیا جائے گا

۳۔ کم تنخواہ دار طبقہ کو بنیادی ضروریات کی اشیاء نصف قیمت پر ملیں گی

۴۔ تمام تنخواہ وار طبقات سے یوٹیلٹی بلز نصف لیے جائیں گے

۵۔ صحت کی قومی انشورنس سکیم متعارف کروائی جائے گی

۶۔ میٹرک تک تعلیم مفت ہو گی

۷۔ غریب کسانوں میں مفت زمینیں تقسیم ہوں گی

۸۔ تنگ نظری، فرقہ پرستی اور دہشت گردی کا مکمل خاتمہ کیا جائے گا

۹۔ خواتین کے لیے بہتر روزگار مہیا کیا جائے گا

۱۰۔ تنخواہوں میں فرق ختم کیا جائے گا

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ ایسا ایجنڈا فقط خضر وقت ہی دے سکتا ہے جس کے پاس علم بھی ہو اور کردار امن و رحمت بھی یہ بصیرت خضری کا فیضان ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری آنے والے حالات و واقعات کا بہتر تجزیہ کرتے ہیں اور قوم کو خبردار کرتے ہیں یقیناً وہ وقت دور نہیں ہے جب ڈاکٹر طاہر القادری کا وقت آئے گا۔ آپ کا نظریہ جیتے گا شہیدوں کا لہو رنگ لائے گا اور پاکستان اور عالم اسلام میں مصطفوی انقلاب کا سورج طلوع ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ آنے والا دور ڈاکٹر طاہرالقادری کا دور ہے، ڈاکٹر طاہرالقادری قاسم فیضان خضر بن کر امن وعلم، بصیرت وشعور کا نور پھیلا رہے ہیں۔ امن کے فروغ اورعلم کے افشاء کے لیے ڈاکٹر طاہر القادری کی جانے والی کاوشیں کئی صدیوں تک تلاش خضر کرنے والوں کے لیے راہنمائی کا باعث بنیں گی۔!

حرف تمنا

اس کتاب میں ہم نے خضر بنی اسرائیل کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ تفصیلی پڑھا۔ خضر امت محمدی ﷺ سیدنا غوث الاعظم جیلانی کی عظمتوں کے تذکرے پڑھے۔ حضر عصر حاضر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی علمی خدمات، امن و رحمت کے کردار کے 35 سالہ سفر کا مختصراً جائزہ لیا۔ آپ کی سیاسی، مذہبی اور معاشی بصیرت کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔

معزز قارئین تعجب ہے ان لوگوں پر جو ملاقات خضر بنی اسرائیل کے لیے تو وظیفے کریں مگر ان کی آنکھیں خضر وقت کو نہ پہچان سکیں۔ جو اس خضر وقت کو نہ پہچان سکیں ان سے عرض ہے کہ وہ پھر ہمیں کسی دوسرے خضر عصر کا تعارف کروا دیں۔